عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | ۲۷ شوال تا ۴ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۱ تا ۱۷ جنوری ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۳

قیمت ۷ روپے

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سلام علی ابراھیم

ہندوستان کی جارحیت اور قومی یکجہتی کی ضرورت

مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون؟

قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب

ضیح وتشریح الحسیب جلّ جلالہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

اگر کوئی جانتے ہوئے قادیانی عورت سے نکاح کرلے تو اس کا شرعی حکم:

س:...... اگر کوئی شخص کسی قادیانی عورت سے یہ جانتے کے باوجود کہ یہ عورت قادیانی ہے عقد کرلیتا ہے تو اس کا نکاح ہوا کہ نہیں اور اس شخص کا ایمان باقی رہا یا نہیں؟

ج:...... قادیانی عورت سے نکاح باطل ہے رہا یہ کہ قادیانی عورت سے نکاح کرنے والا مسلمان بھی رہا یا نہیں؟ اس میں یہ تفصیل ہے کہ:

(الف) اگر اس کو قادیانیوں کے کفریہ عقائد معلوم نہیں۔ یا

(ب) اس کو یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ قادیانی مرتدوں کے ساتھ نکاح نہیں ہوسکتا...... تو ان دونوں صورت میں اس شخص کو خارج از ایمان نہیں کہا جائے گا البتہ اس شخص پر لازم ہے کہ مسئلہ معلوم ہونے پر اس قادیانی مرتد عورت کو فوراً علیحدہ کرے اور آئندہ کے لئے اس سے ازدواجی تعلقات نہ رکھے اور اس فعل پر توبہ کرے اور اگر یہ شخص قادیانیوں کے عقائد معلوم ہونے کے باوجود ان کو مسلمان سمجھتا ہے تو یہ شخص بھی کافر اور خارج از ایمان ہے۔ کیونکہ عقائد کفریہ کو اسلام سمجھنا خود کفر ہے اس شخص پر لازم ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرے۔

قادیانیوں کو مسجد بنانے سے جبراً روکنا کیسا ہے؟

س:...... احمدیوں کو مسجدیں بنانے سے جبراً روکا جارہا ہے' کیا یہ جبراً اسلام میں آپ کے نزدیک جائز ہے؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد ضرار کے ساتھ کیا کیا تھا؟ اور قرآن کریم نے اس کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟ شاید جناب کے علم میں ہوگا اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟

آپ حضرات دراصل معقول بات پر بھی اعتراض فرماتے ہیں۔ دیکھئے! اس بات پر تو غور ہوسکتا تھا (اور ہوتا بھی رہا ہے) کہ آپ کی جماعت کے عقائد مسلمانوں کے سے ہیں یا نہیں؟ اور یہ کہ اسلام میں ان عقائد کی گنجائش ہے یا نہیں؟ لیکن جب یہ طے ہوگیا کہ آپ کی جماعت کے نزدیک مسلمان' مسلمان نہیں اور مسلمانوں کے نزدیک آپ کی جماعت مسلمان نہیں' تو خود انصاف فرمائیے کہ آپ مسلمانوں کو اور مسلمان آپ کو اسلامی حقوق کیسے عطا کرسکتے ہیں؟ اور از روئے عقل وانصاف کسی غیر مسلم کو اسلامی حقوق دینا ظلم ہے؟ یا اس کے برعکس نہ دینا ظلم ہے؟

میرے محترم! بحث جبر اکراہ کی نہیں' بلکہ بحث یہ ہے کہ آپ نے جو عقائد اپنے اختیار وارادے سے اپنائے ہیں ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ان پر اسلام کا اطلاق ہوتا ہے تو آپ کی شکایت بجا ہے نہیں ہوتا تو یقیناً بے جا ہے۔ اس اصول پر تو آپ بھی اتفاق کریں گے اور آپ کو کرنا چاہئے۔

اب آپ خود ہی فرمائیے کہ آپ کے خیال میں اسلام کس چیز کا نام ہے؟ اور کن چیزوں کے انکار کردینے سے اسلام جاتا رہتا ہے...... اس تنقیح کے بعد آپ اصل حقیقت کو سمجھ سکیں گے جو غصہ کی وجہ سے اب نہیں سمجھ رہے۔

دین دار انجمن کا امام کافر مرتد ہے اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی:

س:...... نیو کراچی میں قادیانیوں کی عبادتگاہ مسجد فلاح دارین میں "دین دار جماعت" کا قادیانی پیش امام ہے جو بہت چالاک جھوٹا مکار اور غاصب ہے اس کی مکاری سے کئی کوارٹر حاصل کر رکھے ہیں کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں پر خود قبضہ کر رکھا ہے اور کئی غریب اور کمزور لوگوں کے کوارٹروں کے تالے توڑ کر اپنے پالتو بدمعاشوں کا قبضہ کروا رکھا ہے اور کئی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر مسجد کے نام سے رقم وصول کی اور مسجد میں لگانے کے بجائے اپنے گھر میں خرچ کی۔ اور اپنے پالتو بدمعاشوں کی سرپرستی اور عیاشی پر خرچ کی۔ براہ کرم آپ یہ بتائیں جن لوگوں نے لاعلمی میں مسجد کے نام پر اس کو رقم دی اس کا ثواب ان کو ملے گا یا وہ رقم برباد ہوگئی۔ اور ہمارے محلّے کے کچھ لوگ لاعلمی میں اس کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جب ان کو اس کے قادیانی ہونے کا علم ہوا تو نماز چھوڑ دی اب لوگ قریبی بلال مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں جو نمازیں ہم لوگ اب تک قادیانی کے پیچھے لاعلمی میں پڑھ چکے ہیں وہ نمازیں ہوگئیں یا ان کی قضا کرنا پڑے گی یا کوئی اور طریقہ ہے؟

ج:...... "دین دار انجمن" قادیانیوں کی جماعت ہے اور یہ لوگ کافر و مرتد ہیں' کسی غیر مسلم کے پیچھے پڑھی گئی نماز ادا نہیں ہوتی۔ جن لوگوں نے غلط فہمی کی بنا پر قادیانی مرتد کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں وہ اپنی نمازیں لوٹائیں اور مسلمانوں کو لازم ہے کہ "دین دار انجمن" کے افراد جہاں جہاں مسلمانوں کو دھوکہ دے کر امامت کررہے ہوں ان کو مسجد سے نکال دیں ان کی تنظیم کو چندہ دینا اور ان کے ساتھ معاشرتی تعلقات رکھنا حرام ہے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوت

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد صاحب
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی شاہ

جلد: ۲۰ ۲۷ شوال تا ۴ ذیقعدہ ۱۴۲۲ھ بمطابق ۱۱ تا ۱۷ جنوری ۲۰۰۲ء شمارہ: ۳۴

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا عبدالرحیم اشعر، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، علامہ احمد میاں حمادی، مولانا منظور احمد الحسینی، صاحبزادہ طارق محمود، مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی، مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا، ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

ہندوستان کی جارحیت اور قومی یکجہتی کی ضرورت!! .... (اداریہ) 4
مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون؟ .... (حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ) 6
سلام علی ابراہیم .... (مولانا محمد زکریا قدوسی) 9
قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب .... (مولانا تاج محمودؒ) 13
عقیدۂ ختم نبوت کی تشریح .... (مولانا قاری محمد عثمان منصور پوری) 15
عقائد باطلہ .... (قاری محمد منصور صاحب) 18
بہترین جہاد .... (مولانا اعزاز علی) 21
توضیح و تشریح الحبیب جل جلالہ .... (مولانا محمد اشرف کھوکھر) 23
محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم .... (عبدالہادی) 25

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۴۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت الائیڈ بینک ایم اے جناح روڈ اکاؤنٹ 300487-9 کراچی پاکستان بھجوائیں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندوستان کی جارحیت اور قومی یکجہتی کی ضرورت!!

افغانستان پر امریکی جارحیت کے نتیجے میں طالبان حکومت کے زوال کے بعد ہندوستان حکومت نے جس طرح کا رویہ اختیار کیا ہے' اس کی وجہ سے پاکستان اس وقت شدید جنگ کی حالت میں ہے۔ پاکستان کو صفحۂ ہستی سے مٹانے میں ہندوستان کے عزائم نے پوری دنیا کو تشویش میں مبتلا کر دیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق ہندوستان نے اپنی تمام تر جنگی تیاریاں مکمل کر لی ہیں اور افواج کو پاکستان کی سرحدات پر جمع کر لیا ہے۔ دھمکی آمیز بیانات کے ساتھ ساتھ معمولی جھڑپوں کا بھی آغاز کر دیا گیا ہے۔ واجپائی کی حکومت اگرچہ اپنے آپ کو معقول حکومت کہتی ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی پشت پر تمام انتہاپسندوں کی پارٹیاں ہیں جو کھلم کھلا نعرہ لگاتی ہیں کہ:

"ہندوستان سے مسلمان چلے جائیں' کشمیر بھارت کا حصہ ہے اور پاکستان کو ختم کر کے ہی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔"

گویا ایک جنونی حکومت کو جنگ کا بہانہ مل گیا ہے۔ حکومت پاکستان اگرچہ اس کوشش میں ہے کہ جنگ کو کسی صورت میں ٹالا جائے اور ناگزیر صورت میں جوابی اقدامات کیے جائیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اس سلسلے میں سنجیدہ نہیں ہے۔ افغانستان میں طالبان کے خلاف غلط پالیسی کی وجہ سے جہاں امارات اسلامی حکومت کو ختم کرنے میں حکومت نے غیر مسلموں کا ساتھ دے کر خدا تعالیٰ کے غضب کو دعوت دی وہیں عوام کے ایک بہت بڑے طبقے کی حمایت سے محروم ہوئی اور اس وقت تمام مذہبی اور دینی جماعتیں حکومت کی مخالفت پر کمربستہ ہیں جس کی وجہ سے مولانا فضل الرحمن' قاضی حسین احمد' مولانا عطاء المومن' مولانا اعظم طارق' ڈاکٹر اسماعیل اور بعض دیگر سرکردہ رہنما نظربند ہیں جبکہ ہندوستان کے دباؤ کے بعد حافظ سعید اور مولانا مسعود اظہر گرفتار کیے جا چکے ہیں اور سپاہ صحابہ اور جہادی تنظیموں کے دیگر ممبران بھی گرفتار کیے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے دینی طبقے کی طرف سے مخالفت بڑھنے کے اندیشوں میں اضافہ ہو رہا ہے' دوسری طرف حکومت نے دینی مدارس کے آرڈی نینس کا مسئلہ بھی اس وقت اٹھا دیا ہے اگرچہ جنرل مشرف اور وزیر مذہبی امور نے یقین دہانی کرادی ہے کہ یہ آرڈی نینس صرف ماڈرن مدارس کے لئے ہے اور ہم کسی صورت میں مدارس میں مداخلت نہیں کریں گے۔ یہ مدارس دنیا کے سب سے بڑے رفاہی ادارے ہیں' کابینہ کے اجلاس میں بھی صدر صاحب نے یہی کہا کہ:

"مدارس نہ صرف فرقہ واریت میں ملوث ہیں اور نہ ہی دہشت گردی یا کسی فوجی ٹریننگ دینے میں مصروف ہیں۔"

مگر اس کے باوجود دینی مدارس سے متعلق وزیر داخلہ کے بیانات سے یکجہتی کے بجائے تصادم کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے جبکہ دوسری طرف بھارت میں تمام مخالف پارٹیوں اور خود مسلمان رہنماؤں تک نے جنگ کی صورت میں حکومت کی حمایت کرنے کے عزائم کا اظہار کیا ہے' جس سے خطرات زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اس صورت میں ہم حکومت پر یہ واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ پاکستانی قوم ہندوستان کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہے اور علماً کرام اور مذہبی جماعتیں اس سلسلے میں زیادہ حساس ہیں۔ قومی زندگی میں جرأت و شجاعت پیدا کرنے میں علماً کرام کا بہت بڑا کردار ہے۔ وہی اس قوم اور مسلم امت کو پاکستان کی حمایت پر آمادہ کر سکتے ہیں' وہی جہاد کا جذبہ پیدا کر سکتے ہیں' جن سیاسی رہنماؤں کو صدر صاحب نے مدعو کر کے ہندوستان کی حمایت لینے کی کوشش کی ہے' وہ اپنے گھر اور خاندانوں کی حمایت بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس کے لئے مذہبی قوموں کی حمایت بھی اس وقت سب سے بڑا اور موثر ہتھیار ہے۔ یہ علماً

کرام اور مدارس کے طلباً پاکستان پر جانیں قربان کرنا سعادت سمجھتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعہ عذاب الٰہی ٹالنے کی درخواست کر سکتے ہیں' اس لئے جنرل مشرف صاحب یقیناً آپ کے اردگرد کے لوگ آپ کو منع کریں گے کہ مذہبی قوتوں سے بات چیت سے آپ کا امیج خراب ہوگا' آپ امریکہ کے سامنے ہو سکتا ہے تھوڑے سے معتوب بن جائیں مگر یاد رکھیں کہ پاکستان کا استحکام سب سے زیادہ ضروری ہے۔ ہماری اطلاعات کے مطابق آپ ہندوستان کے سلسلے میں بہت زیادہ حساس ہیں اور پاکستان سے آپ کی وفاداری مشکوک نہیں۔ آپ نے پاکستان کے تحفظ کے لئے افغانستان کے ہزاروں مسلمانوں کو قربانی دے دی۔ امارات اسلامی کو ختم ہونے دیا مگر پاکستان کو بچالیا۔ اگر پاکستان کو بچانے کے لئے آپ علماً کرام سے مذاکرات کر لیتے ہیں تو یہ کوئی مہنگا سودا نہیں۔ اس لئے فوری طور پر ہندوستان کو سرنگوں کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ تمام مذہبی اور دینی جماعتیں ہندوستان کے مقابلے میں آپ کی حمایت کرنے والی ہوں۔ پوری دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمان آپ کی بھرپور حمایت کریں۔ آپ غیر مسلم حکمرانوں پر انحصار نہ کریں' انہوں نے کبھی بھی پاکستان کا ساتھ نہیں دیا' ان کے مفادات ہندوستان سے وابستہ ہیں۔ یہ امریکہ کا رخ رکھیں گے' لیکن ان ملکوں کے مسلمان اور پاکستان کے مسلمان پاکستان کے علماً کرام کی رائے کو فتویٰ سے تعبیر کرتے ہیں۔ پاکستان کے علماً کرام کھڑے ہوگئے تو دنیا کے ایک ارب سے زائد مسلمان اپنی جان و مال اور حمایت کے ساتھ پوری دنیا میں آپ کی حمایت میں کھڑے ہو جائیں گے اور ہندوستان کو فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دیں گے یا ہندوستان کی شکست تک آپ کے شانہ بشانہ جہاد میں حصہ لیں گے۔

بے حسی کی انتہا!!

طالبان حکومت کے خاتمے کے بعد اندازہ تھا کہ امریکہ بمباری بند کر کے بے گناہ افغان مسلمانوں اور دیگر مجاہدین کا خون بہانا بند کر دے گا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور مسلم امت کے حکمرانوں کا خون بالکل سفید ہو چکا ہے۔ دہشت اور درندگی ان کے اندر رچ بس گئی ہے اور مسلمانوں کے خلاف ان کے ذرائع ابلاغ' ان کی انسانی حقوق کی تنظیمیں اور اقوام متحدہ کے تمام اہلکار اور دنیا بھر کے تمام باضمیر افراد متحد ہو چکے ہیں کہ اس ظلم و ستم سے نہ صرف اپنوں نے آنکھیں بند کر لی ہیں بلکہ اس ظلم و بربریت کو وہ انصاف اور قانون کے نام سے پیش کر رہے ہیں۔ قلعہ جنگی کا واقعہ ہو یا قیدیوں کا امریکہ جانے کا واقعہ۔ خوست اور قندھار کے اطراف میں گاؤں اور دیہاتوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا معاملہ ہو۔ عام بسوں اور ویگنوں کو تباہ کرنے کا معاملہ سب پر ان انسانی حقوق کی تنظیموں نے خاموشی اختیار کر کے ظلم و ستم کو جس طرح جاری رکھنے کی اجازت دی ہے۔ قدرت اس کو کسی صورت میں معاف نہیں کرے گی' صد افسوس ہے کہ مسلم حکمرانوں پر' پاکستان کے حکمرانوں پر اور علماً کرام پر جنہوں نے اس ظلم پر ایسی خاموشی طاری کی ہوئی ہے کہ جیسے مسلمان نہیں کوئی درندے ختم کئے جا رہے ہوں' ایسا سناٹا ہے جس نے پوری امت پر ایک مایوسی کی کیفیت پیدا کی ہے' کیا شکست اس سے قبل کبھی نہیں ہوئی' کیا قومیں اس سے پہلے نہیں ہاریں' کیا مسلمانوں پر اس سے زیادہ سخت وقت نہیں آیا' اس وقت اگر علماً کرام اور مسلم حکومتیں خاموشی اختیار کرتیں تو آج ہم مسلمان زندہ ہوتے ہیں؟ باقی رہتے؟ یہ وقت سونے کا نہیں' خاموشی کا نہیں' مایوسی کا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کا' اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنے کا' اپنے گناہوں کا خود احتسابی کا اور مسلم امت سے مایوسی دور کرنے کا اور ظلم و ستم اور بربریت پر احتجاج کرنے اور مسلم حکمرانوں کو غفلت سے بیدار کرنے اور اقوام متحدہ کو جھنجھوڑنے کا وقت ہے۔ علماً کرام اس وقت کی خاموشی' مایوسی اور گھروں میں رہنے کو قوم کبھی معاف نہیں کرے گی۔ خدارا قوم کو مایوسی سے نکالیں۔ اجتماعی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کی صورتیں پیدا کریں اور قوم کو دوبارہ منظم کریں' امریکہ کو قانون کے ذریعہ روکیں ورنہ: ''داستان تک نہ ہوگی تمہاری داستانوں میں''

مُسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن کون؟

برطانیہ جب دوسری جنگ عظیم میں ہندوستان کی تقسیم پر راضی ہوگیا تو جاتے جاتے پاکستان کے لئے مختلف فتنے پال کر گیا سب سے بڑا فتنہ یہ کھڑا کیا کہ حکومت پاکستان کا سب سے پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی ہوگا۔ بنگال کو تقسیم کرایا' پنجاب کو تقسیم کرایا' بونڈری کمیشن کے ذریعہ پاکستان کے علاقے ہندوستان کو دیئے جس سے پٹھان کوٹ ان کی طرف چلا گیا اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوگیا اور مقبوضہ کشمیر پر ہندوستان نے ناجائز قبضہ جمالیا۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کی ایک یادگار تحریر ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کا سب سے ہوشیار دشمن "برطانیہ" ہے۔ عالم اسلام کی تمام تر مشکلات کا سرچشمہ "برطانیہ" کا وجود ہے۔ سرزمین متحدہ ہندوستان میں اسلامی وحدت اور اسلامی قوت کو جتنا نقصان برطانیہ سے پہنچا ہے تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملے گی۔ مذہب اسلام میں "جہاد" کا مسئلہ اس کے لئے ناقابل برداشت تھا۔ میدان عرفات میں عالم اسلام کا حیرت انگیز اجتماع اور اتحاد اسلامی کا یہ حیرت انگیز مظاہرہ اس کے ناقابل برداشت تھا۔ یہ اور اس قسم کے اور مسائل کا تعلق اسلام کے بنیادی عقیدۂ ختم نبوت سے تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "خاتم الانبیا" ہیں اور سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں' اور یہ تمام احکام الٰہیہ انہی کی شریعت مقدسہ کا حصہ ہیں' بیک قلم یہ تو مشکل تھا کہ "نبوت و رسالت" کے لئے کوئی مدعی پیدا کیا جائے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا' قتل کیا گیا' اس لئے ضرورت اس کی تھی کہ اس امر مقصود کی طرف آہستہ آہستہ قدم اٹھاتے جائیں' اس مقصد کے لئے موضع "قادیان" ضلع گورداسپور میں ایک صاحب مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب عمل میں آیا۔

یہ پروگرام اس انداز سے شروع کیا گیا کہ مسلمان بدک نہ جائیں اور دعویٰ برداشت کیا جاسکے ابتداً اس کا ظہور "مبلغ اسلام' داعی اسلام" کی حیثیت سے ہوا' پھر بہت جلد "مجدد" ہونے کا دعویٰ کیا' یہ دعویٰ مسلمانوں کے لئے انوکھا نہ تھا بہت سے "مجددین" اسلام میں آئے اور احیائے دین و تجدید دین کرتے رہے۔

پھر دعویٰ کیا کہ میں "مہدی" ہوں اور وہی مہدی جن کا ذکر احادیث نبویہ اور عقائد اسلامیہ میں ہے۔

پھر آگے بڑھا اور دعویٰ کیا کہ "مسیح بن مریم" کا "مثیل" ہوں (یعنی ان جیسا ہوں) پھر دعویٰ کیا کہ خود "مسیح بن مریم" ہوں' جن کا ذکر اسلامی عقائد میں ہے تاکہ نبوت و رسالت کے راستے سے جدید احکام کا حکم دینا آسان ہوجائے۔

اب مسلمانوں اور علماء کے کان کھلے اور تردید و تنقید کا دروازہ کھل گیا آخر ہوتے ہوتے اس نے "نبوت" کا دعویٰ کیا جب کہا گیا کہ نبوت ختم ہوچکی تو یہ اصطلاح گھڑی کہ میں "ظلی اور بروزی" نبی ہوں۔ "ظل و بروز" کے پردے میں آگے بڑھنا چاہا۔

پھر کہا کہ میں "حقیقی نبی" ہوں لیکن غیر تشریعی اور مجھے "وحی" آتی ہے اور جو فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اس کا نام "ٹیچی ٹیچی" ہے۔

پھر دعویٰ کیا کہ میری وحی میں "امر" بھی ہے اور "نہی" بھی یعنی کرنے نہ کرنے کے احکام ہیں۔

رفتہ رفتہ "نبی و رسول" ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ قرآن مجید کی سورۂ صف آیت ۶:

"ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد"

(یعنی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا' جس کا نام احمد ہوگا) میں میری نبوت کی پیشن گوئی ہے کیونکہ میرا نام غلام احمد ہے۔

پھر دعویٰ کیا کہ سورۂ فتح میں (محمد رسول اللہ) میرے حق میں ہے' میں احمد بھی ہوں اور محمد بھی۔

برطانیہ کی پوری حمایت و اعانت اور حفاظت اس مدعی نبوت کو حاصل تھی' جب یہ آخری منزل' جس کے لئے یہ تمام دعوے بطور تمہید تھے۔ آ گئی تو بزعم خود نبی اور رسول بن بیٹھے تو اب نئے نئے احکام کے لئے راستہ صاف ہوگیا' پھر حسب ذیل دعوے کئے:

۱:...... برطانوی حکومت اللہ تعالیٰ کا سایہ ہے۔

۲:...... اس کی اطاعت مسلمانوں پر فرض ہے۔

۳:...... جہاد بیت کے لئے جانے کی حاجت اب باقی نہیں رہی۔

۵:...... جو شخص میری نبوت سے انکار کرے وہ "جہنمی" ہے۔

۶:...... جو مجھ پر ایمان نہ لائے وہ صحرا کے

باقی صفحہ۱۲پر

سلام علیٰ ابراہیم

ننانوے سال کا یہ بزرگ عہد شباب میں قدم رکھنے والے چند سال بیٹے کو ساتھ لے لیتا ہے' ہاتھ میں چھری ہے' پہاڑ کے دامن میں آگئے ہیں لوگ کہتے ہیں کہ آنکھوں پر پٹی باندھ لی تھی' مگر اس موت کے عالم آب وگل میں پھنسنے والے انسان سوچ! کہ کلیجہ پر کونسے مرہم کا پھایا رکھا تھا اور کانپتے ہوئے دل کو کونسی پٹی سے سہارا دیا تھا' قرآن حکیم کہتا ہے: "باپ اور بیٹے آپ کو معبود حقیقی کے سپرد کر دیا اور باپ نے بیٹے کو جانور کی طرح زمین پر پچھاڑا اور اس کی گردن پر چھری چلائی۔" پھر جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ پیارا دستور تھا کہ ابراہیم علیہ السلام امانت سمجھ کر واپس کرتے اور دینے والا کریم آقا اس سے کہیں زیادہ عطا فرماتا' آگ میں ڈالے گئے تو وہ آگ جنت کا دار السلام بنادی گئی: "سلام علی ابراہیم"۔

آج سے ہزار ہا سال پیشتر کا زمانہ ہے' لیکن یہی انسان تھا اور یہی اس کی بدمستیاں' یہی نفس سرکش تھا اور یہی اس کی تباہ کاریاں' یہی خاک کا پتلا تھا اور یہی اس کی گمراہیاں اور یہی گوشت اور ہڈی کا مرکب تھا اور یہی اس کا تمرد وطغیان عرب کے شمال میں ایک زبردست اور پرشوکت قوم کا تمدن پھیلا ہوا ہے' سلطنت کا تاج ایک گردن کش بادشاہ کے پرغرور سر پر رکھا ہوا ہے آج کل کی متمدن قوموں کی طرح اس وقت بھی متمدن قوم کی ترقیوں کے ہر طرف چرچے تھے بڑی بڑی فوجیں آراستہ ہیں' اونچی اونچی عمارتیں اور شاندار کوٹھیاں اور بنگلے تیار ہو رہے تھے' علوم وفنون کے درس بڑے ذوق و شوق سے دیئے جارہے تھے' سائنس کی ترقیوں نے نجوم اور ہیئت کے بڑے بڑے ماہرین فن پیدا کئے ہیں' آرٹ کی ترقیوں نے سنگسازی اور بت تراشی کو ترقی دے کر ہر گھر کو بت کدہ بنا رکھا تھا۔

ایک طرف تہذیب وتمدن' دولت وحکومت علم و فن' صنعت وحکمت کا یہ سیلاب امڈا ہوا ہے اور دوسری طرف سے ٹھیک اسی نسبت سے آج کی ترقی یافتہ قوموں کی طرح ان کے یہاں بھی اخلاق وروحانیت کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو چکا ہے نیکی اور پاکبازی کی کھیتیاں پامال ہیں' دیانت اور راستی کے چمن میں خاک اڑ رہی ہے عدل وامانت کے خزانے خالی ہو چکے ہیں' خالق سے رشتہ ٹوٹ چکا ہے' مخلوق پرستی دلوں میں جمی ہوئی ہے اور مادی تمدن کے پہلو بہ پہلو اخلاق کی پستی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ جن گردنوں کو اکیلے اور سچے خدا کے سامنے جھکنے سے عار ہے' وہ ہر چھوٹے بندے کے سامنے جھکی ہوئی ہیں' جن دلوں سے فاطر السمٰوٰت (آسمانوں کو پیدا کرنے والے) کی یاد مٹ چکی ہے' وہ فطرت کے ادنیٰ اور پست مظہر کے سامنے جھک رہے ہیں ہر چمکتے ہوئے تارے ہر تراشے ہوئے پتھر اور ہر خاک کے ڈھیر کی پرستاری میں لگے ہوئے ہیں۔

مولانا محمد زکریا قدوسی

اس سرزمین میں اس فضا کے اندر اور اسی قوم کے درمیان ایک اللہ کا بندہ آنکھیں کھولتا ہے' بڑھتا ہے' جوان ہوتا ہے اور یہ خوش رو نوجوان توحید کا نعرہ اس بلند آہنگی کے ساتھ لگاتا ہے کہ سارے مادہ پرستوں کے دل دہل جاتے ہیں: "انی وجہت وجھی للذی فطر السمٰوٰت والارض حنیفاً وما انا من المشرکین" للکارتا ہے اور علی الاعلان کھلا اعلان کرتا ہے کہ میں تمہاری ان مادہ پرستیوں سے بیزار ہوں' میرے دل میں تمہاری اس باطل پرستی کی کچھ بھی قدروقیمت نہیں' میں نے اپنی لو مخلوق سے نہیں خالق سے لگائی ہے' میں فطرت کے آثار ومظاہر کا پوجنے والا نہیں' میں فاطر السمٰوٰت کے آگے سر جھکانے والا ہوں' یہ ستارے یہ درخشاں آفتاب اور یہ چمکتا ہوا چاند' میری طرح مجبور اور بے بس ہیں' میں نے اپنا تعلق (استوار) کیا ہے' ایسی ذات سے جو ہر قسم کی مجبوریوں سے پاک اور بالاتر ہے اور تمام خیرات وحسنات کا سرچشمہ ہے۔

جھوٹوں کے سامنے سچے کی یہ آواز بغاوت کی آواز تھی' بغاوت بھی کیسی حکومت سے بغاوت' قانون سے بغاوت' تہذیب وتمدن سے بغاوت کنبے اور قبیلے سے بغاوت بزرگوں اور عزیزوں سے بغاوت ایسے بڑے مجرم کے ساتھ جس سلوک کی توقع ہو سکتی تھی وہی ہو کر رہا' ایسے سخت باغی کو جو پیش آنا چاہیے تھا وہی پیش آیا۔

خانگی زندگی یوں تلخ ہوئی کہ باپ کو بت تراشی اور بت پرستی سے ٹوکا اور سنگسار کر دینے کی دھمکی سنی۔

حکومت اور بادشاہ وقت کو خدائی قانون اور ربانی آئین کی یاد دلائی' وہ جھنجلایا اور خودی کے نشہ میں بدمست ہو کر بولا کہ کہاں کی ربوبیت اور کیسی الوہیت سارے اختیارات تو مجھے حاصل ہیں' سب کچھ تو میں کر سکتا ہوں' مارنے اور جلانے پر تو میرا قبضہ ہے میرے سامنے کسی برتر اور اعلیٰ قانون کی کیا بے معنی گفتگو کر رہے ہو۔

قوم سے یوں بگڑی کہ ان کے جھوٹے

معبودوں کی ان کے جھوٹے دیوتاؤں کی بے اختیاری اور مجبوری پر بے بسی اور درماندگی پر علی الاعلان زبان کھولی۔

آج متمدن دنیا کی کونسی مہذب قوم ہے جو اپنے قومی جھنڈے کی اہانت برداشت کرسکتی ہے برطانیہ کا شیر جرمنی کا عقاب امریکہ کے تارے کیا کسی پرانی قوم کے دیوتاؤں سے کچھ کم اہمیت رکھتے ہیں کیسی کیسی خوفناک خونریز جنگیں اس قصور پر برپا ہوتی رہتی ہیں ایک قوم کے کسی فرد نے دوسری قوم کے سرکاری نشان کی بے حرمتی کی آج کل کی متمدن قوموں کو اپنے آتشیں اسلحہ پر اپنی آگ برسانے والی توپوں اور کلوں پر ناز ہے۔

اس قوم کے یہاں بھی سخت عذاب آگ ہی کا عذاب تھا حکم ہوا اور ایک جبار عنید کا حکم ہوا کہ اس توحید کے علمبردار کو اس معبود قومی کی اہانت کرنے والے کو اور اس بے باک باغی کو آگ کے شعلوں کی نذر کردیا جائے۔ چنانچہ توحید کے اس پجاری کو اللہ کے اس خلیل کو آگ میں ڈال دیا گیا۔ انسانوں نے انسان کے اس حکم کی تعمیل کی لیکن دھکنے والے انگاروں نے بھڑکتے ہوئے شعلوں نے اور جھلس دینے والی آگ نے انسان کا نہیں انسان کے پیدا کرنے والے کا کہا مانا اور مجبور و بے بس انسان کی بجائے اس قدرت اور اختیار والے کے حکم کی تعمیل کی جو آج بھی گرمی اور سردی خشکی اور تری کے قوانین کو اس طرح ادل بدل کرتا رہتا ہے کہ سائنس کے بڑے بڑے ماہرین کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں بہر حال پاک اور بے نیاز مالک نے اپنے اس مخلص بندے کی آزمائش کی اور ہر طرح امتحان لیا گھر چھڑایا باپ چھوٹا کنبہ بیزار ہوا بستی والے دشمن بنے قوم میں نفرت پیدا ہوئی حکومت نے دشمنی کی آگ میں زندہ ڈالے گئے مال کی عزت کی ناموس کی جب آزمائش اور پوری آزمائش ہو چکی تو اللہ کے اس پیارے اور خاص بندے کو قدرتاً یہ خیال پیدا ہوا اب بوڑھاپا شائد چین سے گزرے عمر بھر جوانی کی ساری بہاریں جس کی یاد میں لٹائیں شاید اس کی طرف سے سکھ کا پروانہ مل جائے اب فکر تھی تو اس کی کہ میرے بعد توحید کی دعوت دینے والا کون ہوگا چنانچہ دعا کی:

"اے میرے پروردگار مجھے ایک عبد صالح عطا فرما"۔

مانگنے والے کے الفاظ کو غور سے دیکھو دنیا میں آدمی خوبصورت اولاد مانگتے ہیں تندرست مانگتے ہیں بڑی عمر والی مانگتے ہیں اور ایسی جو ماں باپ کو خوب کما کر کھلائے اور ان کا نام خوب دنیا میں روشن کرے لیکن اللہ کے در کا یہ سوالی کچھ نہیں مانگتا اولاد تک کا لفظ زبان پر نہیں دل میں تمنا اور زبان پر آرزو ہے تو محض ایک عبد صالح کی سوال کس کریم سے تھا دعا قبول ہوئی قرآن فرماتا ہے:

"ہم نے ان کو بردبار بیٹے کی خوشخبری دی"۔

بوڑھے باپ کا دل یہ بشارت پاکر باغ باغ ہو گیا محض اس قدر وعدہ نہیں تھا کہ اس بڑھاپے میں فرزند عطا ہوگا بلکہ یہ بھی وعدہ تھا کہ صحیح اور سالم زندہ اور تندرست فرزند عطا ہوگا جو مادی اور روحانی حیثیتوں سے باپ کے لئے عصائے پیری بنے گا اور اپنے رشد و سعادت اپنے علم وصدق کے اعتبار سے باپ کا سچا جانشین قرار پائے گا جب کبھی بھی اولاد کی نعمت حاصل ہوتی ہے دل کا کنول کھلا دیتی ہے چہ جائیکہ بڑھاپے کی اولاد پھر سعید اور صالح اولاد بوڑھے باپ اور ماں نے خدا جانے کن کن تمناؤں اور آرزوؤں کے ساتھ یہ زمانہ گزارا ہوگا اور کس شوق وارمان سے اس نور نظر کے وقت ظہور کا انتظار کیا ہوگا۔

بالآخر وہ گھڑی آ گئی جس کے طلوع ہونے کی خوشخبری زمین اور آسمان کے پیدا کرنے والے کی طرف سے بھی سنائی گئی تھی بچہ پیدا ہوا اور آنکھیں کھولیں ماں کی آنکھیں روشن ہوئیں اور باپ کا کلیجہ اس نور نظر کے گلاب سے چہرے کو دیکھ کر ٹھنڈا ہوا دل کے اندر خوشی تھی اور زبان ترانہ حمد گا رہی تھی تو معاً حکم پہنچتا ہے کہ ابراہیم نبوت کے اس نونہال کو رسالت کے اس غنچہ کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ کر چلے آؤ تا کہ اندھی دنیا دیکھے اور غافل انسان سوچے کہ ہم حرارت کو برودت اور خشکی کو تری میں کیونکر بدلا کرتے ہیں دیکھنے والوں نے دیکھا اور سننے والوں نے سنا کہ ضعیف باپ بوڑھے ابراہیم نے اس حکم کی تعمیل کی کہ اپنے اسی نور نظر کو بے آب و گیاہ میدان چٹیل اور ریتلی زمین میں اونچے پہاڑوں اور خشک چٹانوں کے درمیان عین گرمی کے وقت چھوڑ کر چلے آئے ظاہر میں یہ ہوا لیکن عالم غیب سے باطنی قوتیں بڑھیں یزدانی طاقتیں حفاظت کو کھڑی ہوگئیں اور خدا کا زبردست ہاتھ اس معصوم کی پرورش کرنے لگا جہاں دوسروں کی ہلاکت یقینی تھی وہ بچہ بڑھا اور پلا اور جب اس قابل ہو گیا کہ باپ کے کام میں ہاتھ بٹانے لگے باپ کی ہر دوڑ دھوپ میں شریک ہو سکے باپ کی خدمات دینی کا بوجھ اٹھا سکے جب باپ کے دل میں بیٹے کی طرف سے خدمت دین کی سینکڑوں آرزوئیں اور امنگیں ہزاروں جذبے اور ولولے نشو ونما پانے لگے تو دفعتاً ایک رات جب اس توحید کے متوالے کی آنکھیں سو رہی تھیں مگر دل بیدار تھا اس کو دکھایا گیا اور صبح کو اسی زبان سے اس کو اسی لخت جگر کے سامنے بیان کرایا گیا کہ باپ اپنے ہاتھ میں

چھری لئے اس معصوم جگر بند اور اپنے آنکھوں کے تارے کے حلقوم پر چلا رہا ہے۔

یہ خواب واہمہ کی کرشمہ سازی نہ تھی' فتورِ ہضم کا نتیجہ نہ تھا' اضغاث احلام نہ تھے' پریشانی خاطر کا ثمرہ نہ تھا' روح کے عروج و کمال کا نشان تھا' جھوٹوں کا خواب نہ تھا' ایک صدیق کا رویائے صادقہ تھا' اس کا خواب تھا کہ جس کی شان میں صدق مطلق کی بارگاہ سے "صدقتا لرویا" کا خلعت اترا ہوا تھا۔ راست بازوں کے اس سردار نے رات کا ماجرا صبح کو سعید بیٹے سے بیان کیا' چشم بصیرت کو جو کچھ دکھلایا اور سمجھایا گیا تھا جس دل اور جس زبان سے بھی ممکن ہوا اس نونہال کے سامنے دہرایا اور پوچھا کہ:

"میرے دل کے سہارے تیری کیا رائے ہے؟"

دنیا میں آج تک کسی باپ نے اپنے بیٹے سے یہ سوال کیا ہے؟ شفیق باپ نے نہ سہی کسی ظالم اور بے درد باپ نے بھی اپنے بیٹے سے اس کے قتل کا مشورہ لیا ہے؟ محبوب اولاد نہ سہی' نالائق اور بدخصال اولاد سے بھی کسی نے اس کے ذبح کرنے کی صلاح پوچھی ہے امتحان ہے سخت امتحان' اور اس میں پورا اترنا صدیقوں ہی کا کام ہے' پیغمبر باپ کا سعادت مند بیٹا جواب دیتا ہے اور وہ جواب جو آج تک کسی سعادت مند بیٹے نے اس سے قبل نہ اس کے بعد دیا۔ عرض کرتے ہیں:

"ابا جان! جو کچھ حکم ملا ہے آپ اس
کی تعمیل فرمائیے اگر اللہ کی امداد شامل ہے تو
آپ مجھے صابر اور مستقل پائیں گے۔"

جواب کے الفاظ پر ایک بار پھر نظر کیجئے' خواب کا نام سن کر آج کے روشن خیال محققین کی طرح یہ جرح نہیں کی کہ خواب و خیال کا کیا اعتبار؟ معلوم نہیں آپ نے کن اسباب مادی کے ماتحت یہ خواب دیکھا ہے اور پھر یہ کیا ضرور ہے کہ جو کچھ آپ نے دیکھا ہے خواہ مخواہ آپ اس کی تعمیل بھی کریں' بیٹا معمولی انسان کا بیٹا نہ تھا' قرآن ہی کی معصوم زبان میں حلیم اور صالح تھا خود صادق الوعد اور سچے باپ کا بیٹا تھا خواب اور اس کے صدق و کذب پر ادنیٰ بحث بھی نہیں کی' بلکہ خواب کو صاف حکم خداوندی بتا دیا:

"ابا جان! جو کچھ آپ کو حکم ملا ہے
آپ اس کی تعمیل کیجئے' انشاء اللہ آپ مجھے
بامراد پائیں گے۔"

سمجھتے تھے کہ حکم الٰہی بہرحال حکم الٰہی ہے' بیداری کی حالت میں فرشتہ لے کر آئے یا خواب میں قدرت کی غیر مرئی قوت اس حکم کو پہنچائے سعادہ لیری اور جوانمردی کے ساتھ جان کو قربانی کے لئے پیش کر دیا۔

کچھ یہ نہ تھا کہ صدمات و مصائب سہتے سہتے طبیعت زندگی سے بیزار ہو چکی تھی یا عمر کی زیادتی نے دنیا سے دل سیر کر دیا تھا' نوعمری کا زمانہ تھا' امنگوں اور ولولوں کی عمر تھی طبیعت دنیا کی تلخیوں سے ناآشنا تھی' ایسے بے وقت دنیا کی دلچسپیوں کی چھوڑنا قدرتاً طبیعت پر شاق گزرتا ہے اور ناگواری کو گوارا کر لینے ہی کا نام صبر ہے اس لئے صابرین کا لفظ فرما کر یہ سارا مفہوم ادا کر دیا' لیکن یہ دعویٰ صبر زبان پر آتو گیا مگر معصوم قلب کو یہ گوارا نہ ہوا کہ اس دعویٰ میں ذرہ بھر بھی بوئے انانیت آنے پائے اس لئے اس کے قبل ہی لفظ انشاء اللہ ارشاد فرمایا کہ یہ صبر اور تحمل پر استقلال اور پامردی محض توفیق الٰہی کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔

ننانوے سال کا ایک مرد پیر جس کی نخل تمنا کا ایک ہی ثمرہ تھا' وعدہ بھی تھا کہ اس کی اولاد پھیلے گی اور پھل گی اور اس کی نسل سے وہ ہستی پیدا ہو گی جو تمام سلسلہ موجودات کے وجود میں لانے کا سبب ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) اور حکم یہ پہنچتا ہے کہ اپنے اس نور نظر کو اپنے اسی لخت جگر' بے جرم و بے قصور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالو' جو ہاتھ اب تک شفقت اور ناز برداری کے لئے وقف تھے انہی سے اس معصوم کے حلق پر چھری پھیر دو اور جو آنکھیں اب تک اسے دیکھ دیکھ کر طراوت اور تازگی حاصل کرتی رہی ہیں' انہی سے اس کے لاشہ بے جان کو خاک میں تڑپتا اور خون میں پھڑکتا دیکھوں' اللہ تری بے نیازی کافروں اور منکروں کی اولادیں پروان چڑھیں مجرموں اور باغیوں کی نسلیں پھلیں' پر وہ جو ساری عمر تری ہی لو لگائے بیٹھا رہا' جس نے زندگی اور زندگی کی ساری بہاریں تیرے نام پر لٹائیں' اسی کو حکم ہے کہ اپنی اولاد کے حق میں تمام جلادوں سے بڑھ کر جلاد بن جائے' کیا سیدنا ابراہیم خلیل انسان نہ تھے؟ کیا وہ دل جو غیروں کے لئے موم سے زیادہ نرم تھا اپنے کے لئے پتھر بن گیا تھا؟ جذبات پدری نہ سہی جذبات بشری بھی اس بوڑھے باپ کے سینہ میں مردہ کر دیئے گئے تھے؟ ابراہیم خلیل بارگاہ خداوندی میں بڑی بڑی قربانیاں پیش کر چکے تھے' لیکن آج کا مطالبہ نہایت سخت تھا' جس وقت انہوں نے اپنی زندگی آگ کے سپرد کی تھی' گھر سے نکالے گئے تھے ناموس پر حملہ کیا گیا تھا' اپنی معصوم اور عفت مآب بیوی کو جنگل میں چھوڑ کر چلے آئے تھے۔

لیکن جتنا اپنے کو دینا آسان ہے اپنی تمناؤں کا دینا آسان نہیں' خودکشی اتنی مشکل نہیں جتنا خودکشی کے اسباب و وجوہ کو برداشت کرنا' بال بچوں کی پرورش کے لئے سپاہی اپنی گردن تو کٹوا سکتا ہے لیکن بچوں کی گردن کاٹنا اس کے بس میں نہیں' بابر خود تو مر سکتا ہے لیکن ہمایوں کا گلا کس طرح گھونٹے' مالک برحق نے جو کچھ مانگا' وہ سب کچھ پیش کر دیا' لیکن آج بہت بڑا اہم مطالبہ ہے' خلیل نے جگر دے دیا تھا' لیکن آج لخت جگر

کا مطالبہ ہے بیشک انہوں نے اپنی آنکھیں آگ میں جھونک دی تھیں' لیکن آج آنکھوں کے نور اور ان کی ٹھنڈک کا سوال کیا جا رہا ہے' جس آفتاب ہدایت سے ساری دنیا کی ظلمتیں مٹنے والی تھیں آج اسی نجم سعادت کو مانگ رہے ہیں' اس وقت اگر چھری چلتی تو انسانی گلے کی صرف ایک بھیڑ ذبح ہو کر نہ رہتی' معصومیت ذبح ہو جاتی' روح انسانیت کا حلقوم تہِ خنجر تھا' ہاتھ پھیلا کر جس کے لئے دعائیں مانگی گئی تھیں' وہ صبح تمنائے ابراہیمؑ جس کی پیشانی سے طلوع ہونے والی تھی' اسی کو آج مانگا جا رہا ہے۔

آج سننے والے کے کلیجے دہلے جا رہے ہیں اگر اس وقت عرش و کرسی جنبش میں آگئے ہوں اور نور کے پتلے قدسیان فلک تھرا رہے ہوں تو کچھ بھی تعجب نہیں۔

ننانوے سال کا پیر بزرگ عہد شباب میں قدم رکھنے والے چند سال بیٹے کو ساتھ لے لیتا ہے' ہاتھ میں چھری ہے' پہاڑ کے دامن میں آگئے ہیں' لوگ کہتے ہیں کہ آنکھوں پر پٹی باندھ لی تھی' مگر ناسوت کے عالم آب و گل میں پھڑکنے والے انسان سوچ! کہ کلیجہ پر کونسے مرہم کا پھایا رکھا تھا اور کانپتے ہوئے دل کو کونسی پٹی سے سہارا دیا تھا' قرآن حکیم کہتا ہے:

"باپ اور بیٹے آپ کو معبود حقیقی کے سپرد کر دیا اور باپ نے بیٹے کو جانور کی طرح زمین پر پچھاڑا اور اس کی گردن پر چھری چلائی"۔

پھر جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ پرانا دستور تھا کہ ابراہیم علیہ السلام امانت سمجھ کر واپس کرتے اور دینے والا کریم آقا اس سے کہیں زیادہ عطا فرماتا' آگ میں ڈالے گئے تو وہ آگ جنت کا دارالسلام بنا دی گئی: "سلام علی ابراہیم"۔

عراق سے اس کے نام پر نکلے تو شام کی سرسبز زمین عطا کی گئی۔ "سلام علی ابراہیم"۔

بت تراشوں کے گھر کی بوڑھی بیوی کو اس کے نام پر چھوڑا تو اس کے ساتھ ساتھ مصر کی نوجوان شہزادی عطا ہوئی "سلام علی ابراہیم"۔

معصوم نونہال کو اس کے نام پر چٹیل میدان میں چھوڑ کر چلے آئے تو دوسرا ثمرہ الفواد عطا کیا "سلام علی ابراہیم"۔

آج بھی وہی ہوا' قرآن فرماتا ہے:

"ابراہیمؑ! تم نے اپنے خواب کو پورا کر دیا ہم ایسے ہی مخلصین کو بدلہ دیا کرتے ہیں"۔

وہ بدلہ کیا تھا؟ لوگ تو کہتے ہیں کہ جنت سے ایک مینڈھا لایا گیا' اور سیدنا اسمٰعیلؑ کی بجائے وہ جنتی دنبہ ذبح ہو گیا۔ ضرور ایسا ہوا لیکن کیا صرف یہی بدلہ تھا !!نہیں! اس کے آگے کچھ اور ہے:

"ابراہیمؑ! تمہیں بنی آدم کی امامت دی گئی"۔

اسی کی پشت سے اور ہاں اسی بچے کے مطلع سے دنیا کا سب سے بڑا سردار' قوم کا امام' ممکنات کا مرکز قیام "وما ارسلناك الا كافة للناس" (ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا) کا پروانہ لے کر اسی پہاڑ کے دامن سے طلوع ہوا۔ جہاں سیدنا ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام نے اپنا آخری امتحان پورا کیا تھا۔

تورات پکارتی ہے' خدا نے تیرا دکھ سن لیا' دیکھ وہ عربی ہوگا' اس کا ہاتھ سب کے خلاف ہوگا اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف پر تیرے رب کا حکم ہے کہ وہی سب سے اونچا ہوگا' تو دکھ میں مت پڑ' دنیا اس کو سراہے گی۔

ریف میں کس کو دبایا جا رہا ہے' کردستان میں کس کے لئے فتنے برپا کئے جا رہے ہیں' عرب میں تفرقہ اندازی کی گھنگھور گھٹائیں کس کے خلاف اٹدی چلی آتی ہیں' اٹلی سے پیغام جنگ کس کو دیا جا رہا ہے' یونان کی تلواریں کس کا گلا کاٹ رہی ہیں' سنگھٹن کا نشانہ کون ہے' شدھی کی دھمکی کس کو دی جا رہی ہے' جانوروں کو بچانے کے لئے انسان کے کونسے افراد کی گردنیں کاٹی جا رہی ہیں' اس کا ہاتھ سب کے خلاف ہوگا اور سب کا اس کے خلاف کتنا سچا اور کتنا دلچسپ منظر ہے۔

فرزند حلیم کی جو بشارت سنائی گئی تھی۔ ابراہیمؑ کی نیک نامی کے دنیا میں رہنے کا جو وعدہ کیا گیا تھا اور ابراہیمؑ کے نام پر جو سلامتی اتاری گئی تھی' ان سب کا ظہور آج چشم کائنات نور بصیرت سے ہی نہیں بلکہ ظاہری آنکھوں سے بھی دیکھ رہی ہے اور دیکھتی رہے گی نمرود اور اس کی فوجی قوت کا آج کہیں نام و نشان ہے؟ آذر اور اس کی متمدن قوم کے بڑے بڑے فنون لطیفہ کے ماہر آج کسی معنی میں بھی زندہ ہیں۔ شداد اور اس کی بہشت کا کوئی نام لینے والا آج دنیا کے کسی خطہ میں بھی موجود ہے؟ اللہ کے خلیلؑ کے دشمنوں کی نسل کا وجود پردۂ ہستی پر کہیں بھی موجود ہے۔

لیکن ملت ابراہیمی کا نام آج دنیا کے کس گوشہ میں روشن نہیں حضرت ابراہیمؑ کے دین حنیف کی چمک آج روئے زمین کے کس حصہ میں اجالا نہیں پھیلا رہی' ہر سال لاکھوں مسلمان پابندی کے ساتھ اقوام عالم کے مرکز میں جمع ہو کر کس کی یادگار میں صفا اور مروہ کے درمیان دوڑتے ہیں۔

ہر سال بے شمار انسان چین' بخارا' ترکی' مصر' ہندوستان' افریقہ' شام' عراق' مراکش' طرابلس یورپ اور امریکہ سے موسم کی سختیاں جھیل جھیل کر سفر کی صعوبتیں اٹھا کر کس کے تعمیر کردہ بیت اللہ کے گرد چکر کاٹنے کے لئے بیتاب و مستعد نظر آتے ہیں "سلام علی ابراہیم"۔

منیٰ کی رمی اور ذبیحہ' مزدلفہ کا وقوف' کس کی یادگاریں ہیں "سلام علی ابراہیم"

مشرق ومغرب' شمال وجنوب کے ہر شہر' ہر قصبہ ہر قریہ میں جہاں چند مسلمان آباد ہیں ہر سال عید قربان کے موقع پر کس کی قربانی کی یادگار منائی جاتی ہے۔ "سلام علی ابراہیم"

کروڑوں بندگان خدا ہر سال میں نہیں ہر مہینے' ہر ہفتے ہر دن بلکہ ہر دن میں پانچ پانچ وقت اور ہر وقت متعدد بار اللہ کی یاد کے ساتھ اس کے دو بزرگ ترین بندوں کے نام کو شفیع بنا کر پیش کرتے ہیں اور خدا کی عبادت بھی جن دو بندوں پر صلوٰۃ وسلام بھیجے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ وہ کون ہیں ایسی معظم ہستیاں اللہ کا حبیب وخلیل صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہما ہیں۔

قرآن کی تلاوتیں اور تراویح' مسجدیں اور ممبر' ذکر اللہ کی آوازیں اور خانقاہوں کے اشغال' مدارس اور علوم دینیہ کے درس سحری کا غل اور افطاریوں کی دھوم' روزے اور نمازیں خیرات ومبرات کی ساری صورتیں کس کی قائم کی ہوئی ہیں "سلام علی ابراہیم"

یہ ساری شریعت بتلائی ہوئی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے' سلامتی ہے ابراہیمؑ پر' سلامتی ہے ابراہیمؑ کے بیٹے اسمٰعیل اور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم' پر' سلامتی ہے ابراہیمؑ کے ہر ماننے والے پر اور اس کے ہر متبع پر قیامت تک سلامتی ہے' ابدالآباد تک سلامتی ہے۔

"اللھم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما صلیت علی سیدنا ابراھیم وعلی آل سیدنا ابراھیم انک حمید مجید."

☆☆

بقیہ: بڑا دشمن

"خنزیر" اور کتوں سے بدتر ہیں' وغیرہ وغیرہ سینکڑوں جھوٹے دعوے۔

برطانیہ جب دوسری جنگ عظیم میں ہندوستان کی تقسیم پر راضی ہوگیا تو جاتے جاتے پاکستان کے لئے مختلف فتنے بپا کر گیا سب سے بڑا فتنہ یہ کھڑا کیا کہ حکومت پاکستان کا سب سے پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی ہوگا۔ بنگال کو تقسیم کرایا' پنجاب کو تقسیم کرایا' بونڈری کمیشن کے ذریعہ پاکستان کے علاقے ہندوستان کو دیئے جس سے پٹھان کوٹ ان کی طرف چلا گیا اور کشمیر کا مسئلہ پیدا ہوگیا اور مقبوضہ کشمیر پر ہندوستان نے ناجائز قبضہ جمالیا۔

سر ظفر اللہ قادیانی نے انگریز کے خود کاشتہ پودے "قادیانیت" کی پوری آبیاری کی اور اس کی بیج کو لے جا کر عالم عرب اور تمام عالم میں بودیا' جو آج ستائیس برس کے بعد اتنا تناور اور قوی درخت بن گیا' جس کی ایک مثال آپ کے سامنے "ربوہ" کا حادثہ ہے۔

اب وقت آگیا ہے کہ اس کا آخری فیصلہ کیا جائے۔ یہ طاقت جس منزل پر پہنچ گئی ہے تفصیلات میں جانے کی حاجت نہیں وہ آپ کے سامنے ہیں:

"عیاں راچہ بیاں"

ہماری حکومت کی چشم پوشی' غفلت اور رواداری کی وجہ سے خطرناک مرحلہ میں داخل ہوگئی ہے' اگر اس وقت مزید غفلت سے کام لیا گیا تو اس کے نتائج "خاکم بدہن" اتنے خطرناک ہوں گے کہ جس کا تصور بھی اس وقت نہیں کیا جاسکتا۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: عقائد باطلہ

نئے دین کا بانی بننے کا بڑا شوق تھا، چنانچہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے سیالکوٹ کی ملازمت (۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء) کے دوران یورپی مشنریوں اور بعض انگریز افسران سے تعلقات پیدا کئے اور مذہبی مباحث کی آڑ میں باہمی میل جول کو بڑھایا، اس سلسلہ کا ایک اہم واقعہ پادری، بٹلر ایم اے سے طویل ملاقاتیں کرنا اور ولایت واپسی سے پہلے خفیہ بات چیت میں معاملات کو حتمی صورت دینا ہے۔ اس واقعہ کو مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی نے اپنے ایک خطبہ میں یوں بیان کیا تھا:

"اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے ملنے کے لئے خود کچہری آیا، ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لئے آیا، اور دریافت کیا کہ آپ کس طرح تشریف لائے کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا میں صرف آپ کے اس منشی (مرزا) سے ملنے آیا ہوں"۔

"یہ ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے۔" (الفضل قادیان ۲۴ اپریل ۱۹۳۴ء قادیانی سے اسرائیل تک ص ۲۷)

بہرحال مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی خواہش اور ان کے وضع کردہ پروگرام کے مطابق اپنے کام کا آغاز کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطنت برطانیہ کے اقبال کا ستارہ عروج پر تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی مسلمان ہار چکے تھے،

باقی آئندہ

قادیانیوں کے ایک اعتراض کا جواب

مولانا تاج محمود صاحبؒ

اعتراض: "یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایٰتی فمن اتقی واصلح فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون" (اعراف رکوع ۴)

ترجمہ: "اے بنی آدم (انسانو!) البتہ ضرور آئیں گے تمہارے پاس رسول تم میں سے' جو بیان کریں گے' تمہارے سامنے میری آیتیں' پس جو لوگ پرہیزگاری اختیار کریں گے اور اپنی اصلاح کریں گے ان کو کوئی غم اور ڈر نہ ہوگا۔"

قادیانی اس آیت میں اما یاتین کا ترجمہ کرتے ہیں "البتہ ضرور آئیں گے" کہتے ہیں کہ یاتین مضارع مؤکد بنون ثقیلہ ہے' جو مضارع میں تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کرتا ہے۔ لہٰذا اس آیت کی رو سے ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسالت کا سلسلہ جاری ہے۔

جواب: قادیانی جو معنی کرتے ہیں کہ "ضرور آئیں گے" یہ نحو عربی و اصطلاح قرآنی کے لحاظ سے غلط اور خود ساختہ ہیں۔ اما یاتین کے معنی "اگر آئیں تمہارے پاس رسل" صحیح ہیں' اور یہ خطاب یٰبنی ادم سے اولاد آدم علیہ السلام کو ہے' یعنی اس خطاب کی ابتداء آدم علیہ السلام سے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو ظاہر نص سے ثابت ہے۔

جب حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام جنت سے زمین پر تشریف لائے تو رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام اور حوا علیہا السلام کو خطاب فرمایا: فاما یاتینکم منی ھدی فمن تبع ھدای ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون پھر اگر تمہیں میری طرف سے ہدایت آئے تو جس شخص نے میری ہدایت کی اتباع کی تو ان پر کوئی خوف نہیں' اور نہ وہ غم زدہ ہوں گے۔ اس واقعہ کو اما یاتینکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن کریم میں بیان فرمایا' لیکن کسی نے بھی آج تک یہ نہیں کہا اور نہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے' بلکہ فرمان الٰہی میں اتیاء ماقد سبق سے متعلق ہے۔ چنانچہ جب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد زمین پر پیدا ہونی شروع ہوئی تو رب العزت نے ان کے ماں باپ کی طرح ان کو بھی خطاب فرمایا: "یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایٰتی فمن اتقی واصلح فلاخوف علیھم ولا ھم یحزنون"

اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد تمہارے باپ چونکہ نبی اللہ تھے ان کو براہ راست فاما یاتینکم منی ھدیً سے خطاب کرکے نصیحت کی تھی۔ ایسے ہی تمہیں بھی اپنا ایک حکم جاری کرتا ہوں کہ ہر ایک تو رسول بن نہیں سکتا۔ ہاں اگر تمہارے پاس تم میں سے ہی بعض رسول آئیں۔ اور وہ میری آیتیں تم پر بیان کریں تو جو شخص ڈر گیا اور صالح بن گیا تو ان پر کوئی ڈر نہیں نہ وہ غم کھائیں گے' اب اس خطاب الٰہی بنی آدم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے خطاب شروع کرنا کوئی ایماندار اور صاحب انصاف نہیں کہہ سکتا۔

قرآن کریم جب مسلمانوں کو خطاب کرتا ہے تو یا ایھا الناس اور بعد ہجرت یا ایھا الذین آمنوا سے خطاب کرتا ہے۔ مگر یہاں یا بنی آدم کہا ہے اور مخاطب کیا ہے آدم کی اولیں اولاد کو۔ اس رکوع میں اس آیت سے پہلے یبنی ادم تین مرتبہ آیا ہے اور

اول یٰبنی آدم کا تعلق اھبطو بعضکم لبعض عدو فی الارض سے ہے کیونکہ اھبطو کا مخاطب آدم اور حوا کی اولاد ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی ھبوط آدمؑ کے وقت خطاب کیا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں اس کو بالکل واضح کر دیا گیا:

قلنا اھبطو منھا جمیعا فاما یاتینکم منی ھدیٰ

اگر اما یاتینکم رسل منکم دوامی طور پر رسولوں کے آنے کا وعدہ ہے تو آیت اما یاتینکم منی ھدیٰ میں دوامی طور پر ہدایتوں کے آنے کا وعدہ اگر آپ کے بعد نبی آسکتا ہے تو قرآن مجید کے بعد کتاب بھی آسکتی ہے۔

احمدیہ پاکٹ بک کا مصنف عبدالرحمٰن خادم گجراتی ''کتاب الصرف'' صفحہ ۱۵ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتا ہے: ''نون تاکید یہ حرف آخر مضارع میں آتا ہے اور اس کے آنے سے مضارع کے پہلے لام مفتوح کا آنا ضروری ہوتا ہے یہ نون مضارع کے آخر حرف پر فتح اور معنی تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کے دیتا ہے جیسے لیفعلن (وہ البتہ ضرور کرے گا) اس کو مضارع موکد بلام تاکید و نون تاکید کہتے ہیں۔)''

تفسیر جلالین میں آیت یٰبنی آدم اما یاتین...... الخ کے تحت لکھا ہے کہ اما فیہ ادغام نون ان شرطیہ فی ما زائدۃ اس میں نون مدغم ہے۔ ان شرطیہ ہے ما زائدہ ہے۔

تفسیر جامع البیان، مدارک، خازن، معالم التنزیل، تفسیر کبیر، سب تفاسیر جلالین سے متفق ہیں۔ ان تفاسیر سے ثابت ہوا کہ اما کے معنی حرف شرط کے ہیں اما یاتینکم کے صحیح معنی ہیں: ''اگر آئیں تمہارے پاس رسل'' جو معنی قادیانی کرتے ہیں وہ بلحاظ قانون نحو عربی صراحتاً غلط ہیں کیونکہ وہ معنی لیفعلن کے ہیں نہ کہ اما یاتین کے قرآن کریم میں اس کی وضاحت ہے کہ اما جب مضارع مؤکد یا نون ثقیلہ پر داخل ہو تو معنی شرط کے ہوتے ہیں:

''یٰبنی ادم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم ایتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔'' (سورہ بقرہ)

اور سورۂ یونس اور سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۳ کی ان تمام آیات میں اما مضارع مؤکد با نون ثقیلہ پر داخل ہے اور معنی حرف شرط کے ''اگر'' ہیں۔ اصل میں ان ما سے مرکب ہے اور یہ حرف شرط ہے ان حرف شرط اور ما بلفظ یعنی زائدہ ہے۔ اس کے معنی ''اگر'' کے ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں قادیانیوں کو اعتراض کرتے ہوئے اتنی سمجھ بھی نہیں آئی کہ ان کا دعویٰ خاص ہے کہ صرف غیر تشریعی نبی ہی آسکتے ہیں تشریعی نہیں اور جو دلائل وہ اپنے حق میں پیش کر رہے ہیں جیسے یا بنی آدم اما یاتینکم وہ عام ہیں جن میں تشریعی اور غیر تشریعی سب شامل ہیں۔ ان کا دعویٰ تو خاص ہے اور دلیل عام پس دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نہیں جس دلیل سے وہ تشریعی نبیوں کی آمد اس آیت سے مستثنیٰ کریں گے ہم اسی دلیل سے غیر تشریعی نبیوں کی آمد بھی ختم کر دکھائیں گے۔

☆☆............☆☆

بقیہ: عقیدۂ ختم نبوت

صیقل شدہ آئینہ کی طرح مصفی ہو جائے اور کوئی کدورت اس میں باقی نہ ہے اور پھر وہ فطری استعداد بھی کامل رکھتا ہو حتیٰ کہ اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی محبت میں محو کر کے اپنے نفس کے آئینہ کو پورے طور پر آپ کے وجود باوجود کے سامنے لے آئے تو اس صورت میں آپ کے اوصاف اور آپ کے کمالات اس کے آئینہ نفس پر اسی طرح اتر آئیں گے جس طرح ایک مصفیٰ آئینہ میں دیکھنے والے شخص کے خدوخال اتر آتے ہیں، گویا وہ اس صورت میں وہ آپ کا ظل یعنی عکس ہو جائے گا اور اگر ایسا شخص کمالات نبوت کی بھی استعداد رکھتا ہو اور اس کے فطری قویٰ اس پیمانہ پر واقع ہوئے ہوں کہ کمالات نبوت کا عکس قبول کر سکیں، تو آپ کی نبوت بھی ظلی طور پر اس میں ظاہر ہو جائے گی اور وہ آپ کی اتباع سے بروزی صورت میں نبوت کا درجہ پالے گا، ایسی نبوت ہمارے نزدیک ختم نبوت کے منافی نہیں ہے اور نہ ایسے نبی کے ظاہر ہونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں کسی قسم کا رخنہ واقع ہوتا ہے بلکہ ایسی نبوت کا جاری ہونا آپ کے روحانی کمال کی ایک شاندار دلیل ہے۔''

(تبلیغ ہدایت از مرزا بشیر احمد ایم اے ص ۲۰۱، ۲۰۲)

قسط نمبر ۳

تحریر: حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب، منصور پوری

عقیدۂ ختم نبوت کی تشریح

(۱۹) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے کفار کو عذاب ہونا:

ترجمہ: ''جس دن اوندھے ڈالے جائیں گے ان کے منہ آگ میں کہیں گے کیا اچھا ہوتا جو ہم نے کہا مانا ہوتا اللہ کا اور کہا مانا ہوتا رسول کا۔''

(سورۂ احزاب: ۶۶ ترجمہ: شیخ الہند)

(۲۰) صرف حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر دخول جنت کا ترتب:

ترجمہ: ''اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اس کو داخل کرے گا باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں اور جو کوئی پلٹ جائے اس کو عذاب دے گا دردناک۔'' (سورۂ فتح: ۱۷ ترجمہ: شیخ الہند)

اکمال دین کا اعلان:

ترجمہ: ''آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔''

(سورۂ مائدہ: ۳ ترجمہ: شیخ الہند)

اس آیت شریفہ میں اکمال دین سے کیا مراد ہے؟ عموماً حضرات مفسرین اس کے یہ معنی بیان فرماتے ہیں کہ فرائض سنن اور حدود وحلال وحرام کے سلسلے کے جملہ احکام وقوانین بیان فرما دیئے گئے، خواہ وہ زندگی کے کسی بھی شعبے سے متعلق ہوں۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں نے تمہیں ایسی صاف، روشن راہ مستقیم پر چھوڑا ہے کہ جس کا رات دن برابر ہے۔'' (ابن ماجہ ص: ۲)

بعض حضرات مفسرین نے اس کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ: ''یہ دین کبھی منسوخ اور مٹنے والا نہیں ہے، بلکہ قیامت تک باقی رہے گا۔''

(باب التاویل ص ۴۳۵/ ج ۱)

اور بعض حضرات نے اکمال دین کا مطلب یہ لیا ہے کہ یہ امت پچھلے تمام انبیا علیہم السلام پر ایمان لائی ہے، کیونکہ وہ سب اس سے پہلے دنیا میں آ چکے ہیں، دیگر امتوں کو یہ موقع نہیں ملا۔

(خازن ص ۴۳۵/ ج ۱)

بہر حال تینوں تفسیروں کا حاصل یہی نکلتا ہے کہ جو دین حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش فرمایا وہی آخری اور کامل ومکمل دین ہے اور آپ آخری نبی ہیں، اور امت محمدیہ آخری امت ہے، اب اگر کسی اور نبی کا بحیثیت نبی کے دنیا میں آنا تجویز کیا جائے تو اس کی یہ آمد بلاضرورت اور عبث ہوگی، کیونکہ سب کچھ بتایا جا چکا ہے۔ تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیراً

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عامہ کے اعلان کے ذریعہ ختم نبوت کا اثبات:

ترجمہ: ''تو کہہ اے لوگو! میں رسول ہوں اللہ کا تم سب کی طرف جس کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں۔''

(سورۂ اعراف: ۱۵۸ ترجمہ: شیخ الہند)

آپ کی بعثت عامہ کا یہ مضمون قرآن کریم کی متعدد آیات میں آیا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ عرب وعجم مشرق ومغرب کے تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں خواہ وہ آپ کی حیات مبارکہ میں موجود ہوں یا آپ کے بعد قیامت تک دنیا میں آئیں، وہ سب لوگ آپ کی امت میں شامل ہیں، لہٰذا آپ کے بعد کسی نبی یا رسول کے آنے کو تجویز کرنے سے آپ کی یہ خصوصیت وفضیلت باقی نہیں رہ سکتی، کیونکہ آپ کی امت اب اس نئے نبی کی امت کہلائے گی۔

امت محمدیہ کو پچھلی تمام امتوں کی خلیفہ اور قائم مقام بنائے جانے کے اعلان سے ختم نبوت کا اثبات:

ترجمہ: ''وہی ہے جس نے کیا تم کو قائم مقام زمین میں۔''

(سورۂ فاطر: ۳۹ ترجمہ: شیخ الہند)

یہ مضمون بھی متعدد آیات میں آیا ہے جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ یہ امت آخری امت ہے، اس کے بعد نہ کسی نبی ورسول کی آمد ہوگی اور نہ اس کی امت ہوگی۔

ایمانیات میں آپ سے پہلے انبیاً کا اور ان کی وحی کا بار بار تذکرہ ہونے اور بعد کے انبیاً سے مکمل سکوت سے ختم نبوت کا اثبات:

ترجمہ: ''اسی طرح وحی بھیجتا ہے

تیری طرف اور تجھ سے پہلوں کی طرف۔"

(سورۃ شوریٰ: ۳ ترجمہ شیخ الہندؒ)

قرآن کریم جگہ جگہ من قبلک کی قید لگا کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انبیا علیہم السلام کا تذکرہ کرتا ہے لیکن کسی ایک آیت کریمہ میں بھی من بعدک فرما کر آپ کے بعد آنے والے کسی نبی ورسول کا تذکرہ نہیں فرمایا، اس سے معلوم ہوا کہ اب قیامت تک کوئی نبی آنے والا نہیں ہے ورنہ جس طرح انبیاً سابقین اور ان کی وحی نبوت کا تذکرہ بار بار فرمایا گیا بعد والے نبی کا تذکرہ بھی ضرور فرمایا جاتا بلکہ یہ زیادہ ضروری تھا، کیونکہ اس پر تفصیلی ایمان لانا ضروری ہے جبکہ انبیاً سابقین پر اجمالی ایمان کافی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت کے صرف اولوالامر کی اطاعت کے حکم سے ختم نبوت کا اثبات:

ترجمہ: "اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور حاکموں کا جو تم میں سے ہوں۔"

(سورۃ نساء: ۵۹ ترجمہ شیخ الہندؒ)

اولوالامر سے مراد سلاطین اسلام اور ارباب حکومت اسلامیہ ہیں اور بہت سے مفسرین کے مطابق علماً امت اور ائمہ مجتہدین بھی اولوالامر میں داخل ہیں۔

بہر حال آیت کریمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس کی اطاعت کا حکم کر رہی ہے وہ امت مسلمہ کے اولوالامر ہیں اگر امت میں آپ کے بعد دنیا میں کوئی نبی پیدا ہونے والا ہوتا تو اس کا تذکرہ کر کے اس کی اطاعت کا حکم دیا جاتا کیونکہ نبی کی اطاعت نہ کرنے سے کفر آتا ہے جبکہ اولوالامر کی نافرمانی سے کفر نہیں آتا، اس لئے بعد کے نبی کا تذکرہ زیادہ ضروری تھا۔

اختصار کے پیش نظر مذکورہ عنوانات میں سے چند عنوانات کے ذیل میں آنے والی آیات کریمہ سے ختم نبوت کے اثبات کی مختصر تقریر بطور نمونہ کر دی گئی ہے، تفصیلات مبسوط کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

احادیث مبارکہ سے ختم نبوت کا اثبات:

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور اتاری ہم نے تجھ پر یہ یادداشت کہ تو کھول دے لوگوں کے سامنے وہ چیز جو اتری ان کے واسطے۔"

(سورۃ نحل: ۴۴)

اس کے مطابق احادیث مبارکہ قرآن کریم کی تفسیر ہیں۔

لہٰذا جن طریقوں سے ختم نبوت کا مضمون آیات مبارکہ سے ثابت ہے انہی طریقوں سے احادیث شریفہ میں بھی اس مضمون کی تشریح فرمائی گئی ہے اور دو سو سے زائد احادیث میں ختم نبوت کا مضمون آیا ہے جن میں تقریباً ایک سو احادیث اس مضمون میں صریح ہیں، بہر حال ختم نبوت کی احادیث متواتر المعنی ہیں البتہ لا نبی بعدی کے الفاظ بھی متواتر کہے جا سکتے ہیں۔ ذخیرۂ احادیث شریفہ سے ختم نبوت کی چند احادیث ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

(۱) "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاً کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس کے ارد گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ لگادی گئی؟ آپؐ نے فرمایا: میں وہی (کونے کی آخری اینٹ) ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔"

(بخاری ص ۵۰۱ ج ۱، مسلم ص ۲۴۸ ج ۲)

اور حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ پس میں اس اینٹ کی جگہ ہوں، میں آیا پس میں نے نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا۔

اس حدیث شریف میں ختم نبوت کے مضمون کو ایک محسوس مثال دے کر سمجھایا گیا ہے کہ جب قصر نبوت کی آخری اینٹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اب کسی قسم کی نبوت کی اینٹ کی گنجائش کا سوال نہیں پیدا ہوتا خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی وغیرہ۔

(۲) "حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ: میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔"

(ابوداؤد ص ۲۲۸)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے ہر مدعی نبوت کو کذاب فرمایا ہے معلوم ہوا کہ سچے انبیاً کی آمد کا سلسلہ آپؐ کے بعد بالکل بند ہے، اس مضمون کی احادیث حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے علاوہ گیارہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں۔

(۳) "حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اور قیامت کو ان دونوں انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے (یعنی قیامت مجھ سے اس طرح متصل ہے جیسے

انگشت شہادت درمیانی انگلی سے)۔"

(بخاری ص ۹۶۳ ج ۲)

ظاہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیامت کے متصل ہونے سے یہ مراد لینا تو خلاف واقعہ ہوگا کہ آپ کے بعد فوراً قیامت آجائے گی، اس لئے شارحین حدیث کا اتفاق ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے کہ آپ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور آپؐ کے بعد جدید نبی نہیں آئے گا تا آنکہ قیامت آجائے گی۔ چنانچہ ایک حدیث میں اس مراد کی تصریح آئی ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت ابوزملؓ نے ایک طویل خواب دیکھا اور اس کی تعبیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کی، اس خواب کا ایک جزو یہ تھا کہ ایک ناقہ ہے اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلا رہے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہ بتلائی:

"وہ ناقہ جس کو تم نے دیکھا اور دیکھا کہ میں (اس کو چلا رہا ہوں) وہ قیامت ہے جو ہم پر قائم ہوگی نہ میرے بعد کوئی نبی ہے اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت۔" (خصائص کبریٰ للسیوطی ص ۸۷ ج ۲)

(۴) حضرت ابوہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاً کرتے تھے جب بھی کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آجاتا تھا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (بخاری شریف ص ۴۹۱ ج ۱)

یہ امر معلوم ہے کہ بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاً کی آمد ہوتی تھی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید فرماتے تھے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اس قسم کے انبیاً کی آمد کا سلسلہ بھی نہیں رہا، البتہ امت محمدیہ میں مجددین کی آمد کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگوں کو کھڑا کرے گا جو اس کے لئے دین کی تجدید کریں۔"

(ابوداؤد ص ۲۳۳ ج ۲)

(۵) "حضرت ابوہریرہؓ سے شفاعت والی حدیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے آپ اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاً ہیں۔"

(بخاری ص ۶۸۵ ج ۲)

ان احادیث مبارکہ سے واضح طور پر آیت خاتم النبیین کی مکمل تشریح ہورہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشخاص انبیاً کے آخر میں اور ان کے سلسلہ کو ختم کرنے والے ہیں۔

اجماع امت سے ختم نبوت کا ثبوت:

امت مسلمہ نے تواتر کے ساتھ ہر زمانے میں مذکورہ بالا آیات واحادیث کا یہی مطلب سمجھا ہے، اس میں کسی قسم کی تاویل وتخصیص کرنا تحریف وزندقہ کہلائے گا۔ چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بے شک امت نے اس لفظ (خاتم النبیین) سے اور قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ اس کا مفاد یہی ہے کہ آپؐ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے اور نہ تخصیص پس اس کا منکر یقیناً اجماع کا منکر ہے۔"

(الاقتصاد فی الاعتقاد: ۱۱۴)

قادیانی گروہ کے خیال فاسدہ میں ختم نبوت کا مطلب:

امت مسلمہ کے برعکس قادیانی مرتدین کے گروہ نے ختم نبوت کا مطلب بیان کیا ہے اس کو مرزا بشیر احمد قادیانی ایم اے کی تحریر سے سمجھئے:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں سے افضل اور نبیوں کی مہر ہیں، یعنی چونکہ آپ کے اندر تمام کمالات نبوت کامل طور پر اور بصورت اتم جمع ہیں۔ لہٰذا آئندہ کوئی شخص نبوت کے انعام سے حصہ نہیں لے سکتا، جب تک کہ وہ آپ کے لگائے ہوئے باغ کا پھل نہ کھائے، اور آپؐ کے چشمہ فیض سے سیراب نہ ہو، اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کا پابند نہ ہو گویا اب روحانی کمالات کے حصول کے لئے آپ کی تصدیقی مہر ضروری ہوگئی ہے اور آپ کے بعد ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے یا براہ راست مستقل حیثیت میں نبوت کا انعام پائے۔ ہاں ظلی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہے اور ظلی نبوت کے ہمارے نزدیک یہ معنی ہے کہ جب کوئی کامل فرد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور محبت میں اپنے نفس کو ایسا صاف کرلے کہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کے

قسط نمبر ۱۳

مرزا قادیانی کے عقائد باطلہ

قاری محمد عثمان صاحب

قسط نمبر۲

(۲)......مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"اور جان کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے، ایسا ہی مسیح موعود (مرزا قادیانی از ناقل) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار کے آخر میں مبعوث ہوئے، بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت چھٹی ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں بہ نسبت ان سالوں کے اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے۔"

(خطبہ الہامیہ در خزائن ص ۲۷۱، ۲۷۲ ج ۱۶)

(۳)......مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"میرا وجود اس (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کا وجود ہو گیا، پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا، اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔"

(خطبہ الہامیہ در خزائن ص ۲۵۸، ۲۵۹ ج ۱۶)

(۴)......مرزا لکھتا ہے:

"خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے جیسا کہ ایک الہام الٰہی کی یہ عبارت ہے: واصنع الفلک باعیننا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ"

(ترجمہ از مرزا) "یعنی اس تعلیم اور تجدید کی کشتی کو ہماری آنکھوں کے سامنے بنا جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں یہ خدا کا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھوں پر ہے۔"

اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔"

(حاشیہ اربعین در خزائن ص ۴۳۵ ج ۱۷)

(۵)......مرزا لکھتا ہے:

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے، خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔"

(حقیقۃ الوحی خزائن ص ۲۲۰ ج ۲۲)

(۶)......مرزا لکھتا ہے:

"دین" دین نہیں اور نہ وہ نبی، نبی ہے، جس کی متابعت سے انسان خدا تعالیٰ سے اس قدر نزدیک نہیں ہو سکتا کہ مکالمات الٰہیہ (یعنی نبوت ناقل) سے مشرف ہو سکے، وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو سکھلاتا ہے کہ چند منقولی باتوں پر (یعنی شریعت محمدیہ پر جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ ناقل) انسانی ترقیات کا انحصار ہے سوایا دین بہ نسبت اس کے کہ اس کو رحمانی کہیں، شیطانی کہلانے کا زیادہ مستحق ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن ص ۳۰۶ ج ۲۱)

(۷)......مرزا ایک اور جگہ لکھتا ہے:

"یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم خزائن ص ۳۵۴ ج ۲۱)

(۸)......مرزا کا الہام ہے:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہو گا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(تذکرہ ص ۳۴۲)

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا (مرزا۔ ناقل) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔" (آئینہ صداقت از محمود ص ۳۵)

(۹)......مرزا لکھتا ہے:

(ترجمہ از ناقل) ”یہ کہنا کہ عیسیٰ نہیں مرا سوء ادبی اور شرک عظیم ہے جو نیکیوں کو کھا جانے والی چیز اور عقل و رائے کے خلاف ہے۔“

(ضمیمہ حقیقۃ الوحی خزائن ص۶۶۰ ج۲۲)

(۱۰)......مرزا لکھتا ہے:

(ترجمہ از ناقل) ”بے شک میں ہی مسیح ہوں اور حق کے ساتھ چلتا اور گھومتا ہوں بے شک عیسیٰ مر گیا اور تمہارے زندہ کرنے سے وہ زندہ نہیں ہوگا۔“

(تحفۃ الندوہ خزائن ص۹۸ ج۱۹)

(۱۱)......مرزا لکھتا ہے:

”جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے، حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا، اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے، پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت (مرزا کے وقت) قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔“

(حاشیہ اربعین خزائن ص۴۴۳ ج۱۷)

(۱۲)......مرزا کا کشف ہے:

”تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان۔“

(حاشیہ ازالہ اوہام خزائن ص۱۴۰ ج۳)

(۱۳)......مرزا لکھتا ہے:

(ترجمہ از مرتب) ”مسجد اقصیٰ وہی مسجد ہے جو مسیح موعود (مرزا) نے قادیان میں بنائی ہے۔ اس کو اقصیٰ کہنے کی وجہ تو یہ ہے کہ وہ نبوت کے زمانہ سے بعید ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ ابتدائے اسلام کے زمانہ سے انتہائی بعید ہے۔“ (حاشیہ خطبہ الہامیہ ص۲۵، ۲۶ ج۱۶)

(۱۴)......مرزا بشیر محمود نے ایک خطبہ میں لکھا:

”چونکہ حج پر وہی لوگ جاسکتے ہیں جو قدرت رکھتے اور امیر ہوں حالانکہ الٰہی تحریکات پہلے غرباء میں پھیلتی اور پنپتی ہیں اور غرباء کو شریعت نے حج سے معذور رکھا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک ظلی حج مقرر کیا تا کہ وہ قوم جس سے وہ اسلام کی ترقی کا کام لینا چاہتا ہے اور تا کہ وہ غریب یعنی ہندوستان کے مسلمان اس میں شامل ہوسکیں۔“ (خطبہ میاں محمود احمد قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان یکم دسمبر ۱۹۳۲ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۵۵)

۱۹۱۴ء کے سالانہ جلسہ میں مرزا محمود نے کہا:

”آج جلسہ کا پہلا دن ہے اور ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔“ (قادیانی مذہب ص۲۵۵)

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

”لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ (یعنی قادیان۔ناقل) نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے، اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔“ (آئینہ کمالات اسلام خزائن ص۳۵۲ ج۵)

الغرض اس قسم کے باطل افکار و عقائد قادیانی تحریر میں بکثرت موجود ہیں لیکن قادیانی نوالہ ناواقف مسلمانوں کو باور کراتا ہے کہ فرقہ احمدیہ مسلمانوں کے دیگر فرقوں کی طرح ایک فرقہ ہے، جس کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی ایک سچا پکا عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا ادنیٰ ترین غلام تھا اور اس کی قائم کردہ جماعت حقیقی اسلام کی علمبردار ہے، جو اسلام کی سربلندی اور اس کے عالمگیر غلبہ کے لئے شب و روز مصروف عمل ہے اور اس جماعت کا کلمہ بھی وہی ہے جو تمام مسلمانوں کا ہے، اسی قرآن کو مانتی ہے جس کو تمام مسلمان مانتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی بھی قائل ہے اور نماز و دیگر عبادات مسلمانوں کی طرح انجام دیتی ہے۔

اور جب بدقسمتی سے کوئی ناواقف مسلمان ان کے دام تزویر میں پھنس جاتا ہے تو رفتہ رفتہ نصوص میں غلط تاویلات کے ذریعہ مذکورہ بالا خرافات حقیقی اسلام کے نام سے اس کے قلب و دماغ میں اتارے جاتے ہیں اور زندقہ پھیلایا جاتا ہے۔

قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ارباب فکر ونظر کا فیصلہ:

لیکن ارباب فکر ونظر کا فیصلہ یہ ہے کہ قادیانیت محض ایک فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ فتنہ اسلامی تاریخ کا سب سے خطرناک فتنہ ہے، کیونکہ قادیانیت ایک مستقل دین اور متوازی امت کی دعوت ہے، یہاں پورا دینی نظام ترتیب دیا گیا ہے، شعائر کے مقابلہ میں شعائر، مقدسات کے مقابلہ میں مقدسات، مرکز کے مقابلہ میں مرکز، قبلہ کے مقابلہ میں قبلہ، محبت کی جگہ محبت، عظمت کی جگہ پر عظمت، ایک طریق فکر واستدلال کی جگہ پر دوسرا طریق فکر واستدلال، کتابوں کی جگہ پر کتابیں ہر چیز کا انہوں نے مزعومہ بدل مقرر کیا ہے۔ یہاں تک کہ اسلامی تقویم کے قمری و ہجری مہینوں کے

مقابلہ میں مہینوں کے نئے نام رکھے ہیں، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف ایک سازش ہے۔

(ماخوذ تقریر حضرت مولانا علی میاں صاحب)

ڈاکٹر اقبال مرحوم کا تجزیہ:

اس موقع پر ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم کا تحقیقی تجزیہ قابل مطالعہ ہے وہ فرماتے ہیں:

"اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں۔ یعنی وحدت، الوہیت پر ایمان، انبیا پر ایمان، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان، دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً برہمو سماج خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیا کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں، اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے، جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کر سکا، ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا، لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے خدا کی طرف سے ظاہر ہوا لیکن اسلام بحیثیت سوسائٹی یا ملت کے رسول کریم کی شخصیت کا مرہون منت ہے، میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں ان کے جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔"

ڈاکٹر اقبال کے بارے میں ایک مقالہ میں حضرت مولانا علی میاں صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ ظاہر ہے کہ اقبال کوئی دقیانوسی آدمی نہ تھے۔ ان کا شمار دنیائے اسلام کے منتخب تعلیم یافتہ اور روشن خیال افراد میں تھا اور اتحاد اسلامی کے ان اول درجہ کے داعیوں میں سے تھے جن کی دعوت کا اولین اصول بے تعصبی اور رواداری ہے لیکن چونکہ وہ مرزا غلام احمد کو قریب سے جانتے تھے، اور اس کے مذہب اور اس کے مقاصد و اسرار سے گہری واقفیت رکھتے تھے اس لئے وہ بھی اس فتنہ کے ساتھ سخت رویہ اختیار کرنے پر مجبور ہوئے، اور وہ پہلے شخص تھے جس نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کر کے ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا خیال پیش کیا۔"

(رسالہ دارالعلوم ص ۲۴ ستمبر ۱۹۷۶ء، حرف اقبال ۱۳۶ تا ۱۳۷، بحوالہ قادیانیت ص ۱۵۴، ۱۵۵)

امت مسلمہ کے بارے میں قادیانی گروہ کا قابل نفریں موقف:

قادیانی گروہ سادہ لوح مسلمانوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتا ہے کہ ہمارا اور مسلمانوں کا اختلاف اصولی نہیں ہے بلکہ کچھ فروعی مسائل میں اختلافات ہیں، لہذا ہمارا گروہ بھی دیگر اسلامی فرقوں کی طرح ایک مسلم فرقہ ہے، کیونکہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو دیگر مسلمانوں کے ہیں جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے، ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن و حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب و کافر سمجھتا ہوں، مرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی، اس میری تحریر پر ہر شخص گواہ ہے۔" (اعلان مورخہ ۲/اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت ص ۲۰ ج ۲ مجموعہ اشتہارات مرزا قادیانی)

جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ بیان دعویٰ سے پہلے کا ہے کیونکہ اس نے ۱۹۰۰ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

اس قسم کے فریب آمیز پروپیگنڈہ کی وجہ سے بہت سے لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ قادیانیت مذہب اسلام کے متوازی کوئی نیا دین و مذہب نہیں ہے جس کے اختیار کرنے کی وجہ سے کوئی مسلمان مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

لیکن ایسے لوگوں کی یہ غلط فہمی اس وقت بہت جلد دور ہو جائے گی جب کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے

بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے گروہ کے اختیار کردہ مذہبی مؤقف کو خود انہی کی عبارتوں سے معلوم کر لیں گے جن سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ قادیانیت اسلام کے مد مقابل ایک دین و مذہب کی حیثیت ہے، یہ گروہ پیش کرتا ہے مگر مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے بطور زندقہ کے اسی کو سچا اسلام کا نام دیتا ہے۔

مگر علماء اسلام نے بتوفیق اللہ تعالیٰ قادیانی گروہ کے اس دجل و تلبیس کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا ہے اور اس کے پروپیگنڈہ و لٹریچر سے ثابت کر دیا ہے کہ اس گروہ کو مسلمانوں سے ہر ہر بات میں اختلاف ہے۔

چنانچہ ملاحظہ کیجئے:

مرزا بشیر الدین محمود احمد قادیانی کا دوٹوک بیان:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریمؐ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان جلد ۱۹ شمارہ نمبر ۱۳، ۳۰/ جولائی ۱۹۳۱ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۳۶۰)

اصولی اختلاف:

''یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے غیر احمدیوں (قادیانیوں) کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے۔''
(مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص ۲ ج ۱ مؤلفہ محمد افضل خان قادیانی)

حضرت محمدؐ پر ایمان کے باوجود مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر ہے (قادیانی فتویٰ)

مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۱۰ نمبر ۳ جلد ۱۴)

علاوہ ازیں مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

''چوں دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند''

اس الہامی شعر میں اللہ نے مسئلہ کفر و اسلام کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے، اس میں خدا نے غیر احمدیوں کو مسلمان بھی کہا ہے، اور پھر ان کے اسلام کا انکار بھی کیا ہے، مسلمان تو اس لئے کہا ہے کہ وہ مسلمان کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور جب تک یہ لفظ استعمال نہ کیا جائے لوگوں کو پتہ نہیں چلتا کہ کون مراد ہے، مگر ان کے اسلام کا اس لئے انکار کیا گیا ہے کہ وہ اب خدا کے نزدیک مسلمان نہیں بلکہ ضرورت ہے کہ ان کو پھر نئے سرے سے مسلمان کیا جائے۔ (کلمۃ الفصل مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۴۳ نمبر ۳ ص ۱۴)

قادیانیوں کی نظر میں مسلمان ''اہل کتاب'' ہیں:

قادیانی اخبار الحکم ۱۴/ اپریل ۱۹۲۰ء لکھتا ہے:

''غیر احمدیوں کی ہمارے مقابلہ میں وہی حیثیت ہے جو قرآن کریم ایک مومن کے مقابلہ میں اہل کتاب قرار دے کر یہ تعلیم دیتا ہے کہ ایک مومن اہل کتاب عورت کو بیاہ لا سکتا ہے مگر مومنہ عورت کو اہل کتاب سے نہیں بیاہ سکتا۔''

حضور مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''غیر احمدی کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائز ہے۔'' (اخبار الحکم ۱۴/ اپریل ۱۹۲۰ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۹۱)

مسلمان امام کے پیچھے قادیانیوں کی نماز جائز نہیں:

مرزا بشیر الدین محمود قادیانی لکھتا ہے:

''ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔''
(انوار خلافت ص ۹۰ مؤلفہ مرزا محمود قادیانی)

قادیانیوں کو مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنے کی ممانعت:

''حضرت مرزا صاحب نے اپنے بیٹے (فضل صاحب مرحوم) کا جنازہ محض اس لئے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا۔''
(اخبار الفضل قادیان ۱۵/ دسمبر ۱۹۲۱ء ج ۹ شمارہ ۴۷ بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۹۲)

مسلمان معصوم بچہ کا جنازہ پڑھنا بھی جائز نہیں:

مرزا محمود قادیانی لکھتا ہے:

''جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے اسی طرح ایک غیر

احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔"
(اخبار الفضل قادیان جلد ۱۰ شمارہ ۳۲، ۱۲/ اکتوبر ۱۹۲۲ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۸۶)

مسلمانوں سے سماجی و مذہبی بائیکاٹ کی تاکید:

اس کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے صاف حکم دیا کہ:

"غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات، ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں، جبکہ ان کے غم میں ہم نے شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا؟" (اخبار الفضل قادیان جلد ۳ شمارہ ۱۴۰، ۱۸/ جون ۱۹۱۶ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۹۶)

بحالت اسلام مسلمانوں کا حج فرض ادا نہیں ہوتا:

"جس (مسلمان) نے اس زمانہ میں حج ادا کیا ہو کہ آپ (مرزا قادیانی) کا دعویٰ پوری طرح شائع ہو چکا اور ملک کے لوگوں پر عموماً اتمام حجت کر دیا گیا اور حضور نے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمادیا تو پھر اس کا حج فرض ادا نہیں ہوا لہٰذا احمدی (قادیانی) ہونے کے بعد بھی اس کی حالت ایسی ہو کہ جس کی وجہ سے حج فرض ہوتا ہے تو اس کو حج ادا کرنا چاہئے کیونکہ اس نے جو پہلے حج کیا ہے وہ ادا نہیں ہوا۔" (اخبار الحکم قادیان جلد ۳۷ شمارہ ۱۹، ۲۱/ مئی ۱۹۳۳ء، بحوالہ قادیانی مذہب ص ۴۸۳)

ان تمام تصریحات سے پوری طرح ثابت ہو گیا کہ یہ گروہ قادیانیت کو متوارث ومتعارف مذہب اسلام کے مدمقابل ایک مستقل دین و مذہب کی حیثیت دیتا ہے جس میں مرزا قادیانی کو سب کچھ ماننا جزو ایمان ہی نہیں بلکہ ایمان واسلام کا دارومدار ہے مگر زندیقوں کی طرح اس کو اسلام کا نام دیتا ہے اور فریب کاری کے لئے اسلامی اصطلاحات استعمال کرتا ہے، چنانچہ اس گروہ کے یہاں مرزا غلام احمد کو نبی وغیرہ ماننے والوں کو اس کی امت کہا جاتا ہے اور اس کو دیکھنے والے مریدوں کو صحابہ اور ان کے دیکھنے والوں کو تابعین اور ان کے دیکھنے والوں کو تبع تابعین کہا جاتا ہے نیز مرزا کے اہل وعیال کو اہل بیت اور اس کی بیویوں کو امہات المومنین کہا جاتا ہے، حکیم نورالدین بھیروی کو ابوبکر اور مرزا بشیر الدین محمود کو عمر فاروق کہا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ نقل کفر کفر نباشد)

مرزا قادیانی اور اس کے مریدین وکنبہ والوں پر مستقلاً درود وسلام بھیجنا فرض مانا جاتا ہے، قادیان کو مکہ مدینہ کہا جاتا اور وہاں کے سالانہ جلسہ کی حاضری کو حج کہا جاتا ہے۔

کیا ان وضاحتوں کے بعد بھی قادیانیت کو اسلام کا ایک مکتب فکر بتا کر مسلمانوں کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے؟

قادیانیت کا سیاسی چہرہ:

دینی و مذہبی اعتبار سے قادیانیت کا اصلی چہرہ سامنے آجانے کے بعد اس کے سیاسی پہلو پر گفتگو کے لئے تاریخی پس منظر سامنے رکھا جانا ضروری ہے تاکہ وہ عوامل واسباب معلوم ہوجائیں جن کی وجہ سے تحریک قادیانیت کو دیگر مدعیان نبوت کی تحریک کے مقابلہ میں زیادہ فروغ حاصل ہوا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ انیسویں صدی کے ربع اول میں حضرت سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد کی وجہ سے مسلمانوں میں انگریزوں کے خلاف جہاد اور قربانی کی آگ بھڑک رہی تھی، نیز سید جمال الدین افغانی کی تحریک "اتحاد اسلامی" کو انگریز نے پروان چڑھتے دیکھا۔ اس قسم کے تمام خطرات کو محسوس کرکے انگریز نے مسلمانوں کے دینی مزاج کو سامنے رکھ کر طے کیا کہ مسلمانوں ہی میں سے کسی شخص کو ایک بہت اونچے دینی منصب کے نام سے ابھارا جائے کہ مسلمان عقیدت کے ساتھ اس کے گرد جمع ہوجائیں اور وہ انہیں حکومت کی وفاداری اور خیر خواہی کا ایسا سبق پڑھائے کہ پھر انگریزوں کو مسلمانوں سے کوئی خطرہ نہ رہے۔

چنانچہ برطانوی کمیشن کی رپورٹ میں مذکور ہے:

"ملک (ہندوستان) کی آبادی کی اکثریت اندھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے۔ اگر اس مرحلہ پر ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہوجائیں جو اس بات کے لئے تیار ہو کہ اپنے لئے ظلی نبی (نبی کے حواری) ہونے کا اعلان کردے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہوجائے گی۔"

اگر یہ مسئلہ حل ہوجائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ (مطبوعہ رپورٹ انڈیا آفس لائبریری لندن بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک ص ۲۵)

قابل قدر جوہر:

"اس رپورٹ کی سفارش کی روشنی میں مسلمانوں کے اندر اس قسم کے شخص کی تلاش شروع کردی گئی۔ آخر کار مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں انگریزوں کو ایک وفادار ایجنٹ مل گیا مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو "انگریز کا خود کاشتہ پودا" کہا ہے (تبلیغ رسالت ص ۱۹ ج ۷) جس کو مذہبی مقتداء بننے بلکہ ایک

باقی صفحہ ۔۔۔ پر

بہترین جہاد

مولانا اعزاز علیؒ

امیرالمومنین منصور عباسی کا پُرشکوہ دربار قائم ہے۔ بنوامیہ کی خلافت کو تباہ ہوئے زیادہ زمانہ نہیں گزرا ہے۔ انقلاب سلطنت کی صورت میں لازمی طور پر کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو سابقہ حکومت کے جاں نثار اور حامی سمجھے جاتے ہیں اور کچھ ایسے بھی جو حکومت موجودہ کے دلدادہ اور اس کو پائیدار بنانے کی سعی کرنے والے ہوتے ہیں۔ یہی حال اس وقت بھی تھا۔ دونوں جماعتیں اپنی اپنی کوششوں میں مصروف کار تھیں۔ پہلی جماعت بنو عباس کا تختہ الٹ دینے کی انتھک کوشش میں سرگرم تھی تو دوسری جماعت ان کا کھوج لگا لگا کر اور حکومت تک اطلاعیں پہنچا پہنچا کران کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتی تھی۔ اور حکمراں جماعتیں واقف ہیں کہ اس تزاحم اور تصادم کے موقع پر متمدن سے متمدن قومیں بھی صرف کورٹ مارشل ہی پر اکتفا کرتی ہیں اور شہریت وتمدن کے دعوے کے باوجود عموماً اس عدالت میں جس قدر ملزمین پیش ہوتے ہیں وہ سخت سے سخت سزائیں ہی پاتے ہیں دو ایک کو ہلکی سزا ملتی ہو تو ملتی ہو اور یہ تو نادر بلکہ نایاب ہے کہ ان عدالتوں میں کسی کو بری کر دیا ہو۔ یہ متمدن قوموں کا حال تھا۔ اس پر قیاس کیا جاسکتا ہے اس شخصی اور بااختیار حکومت کو جس کے ایک اشارہ پر سینکڑوں نفوس وجود سے عدم کی آبادی میں ہمیشہ کے لئے جاسکتے تھے۔

منصوری دربار بھی فوجی عسکروں سپہ سالاروں وزراء اور عمائد سلطنت سے بھرا ہوا ہے۔ منصور کی خشمگین نظریں بتارہی ہیں کہ ایسے بہت سے باغی موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے فوج کے بڑے بڑے سردار جوشب و روز انسانی خون سے کھیلنے کے عادی ہیں' بڑے سے بڑے بہادر کے سامنے بھی ان کی نظر جھکتی نہیں تھی' آج عباسی خلیفہ کی شوکت کے سامنے نظر نیچے کئے ہوئے ہیں اور اس طرح خاموش ہیں کہ سانس کی حرکت بھی محسوس نہیں ہوتی ہے سارے دربار میں سناٹا چھایا ہوا ہے۔

درباریوں کی ان دو رویہ قطاروں کو چھوڑ دینے کے بعد جن میں جلیل القدر امراء وزراء اور اراکین سلطنت' فوجی جرنیل اور کرنیل نہایت وقار وسکون کے ساتھ سر جھکائے مؤدبانہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ امیرالمومنین کے تخت شاہی کے سامنے ہی زیادہ سے زیادہ دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر چند ہیبتناک جلاد ہیں جو سرخ لباس میں ملبوس بجلی کی طرح چمکنے والی تلواریں میان سے باہر کئے ہوئے کندھوں پر رکھے ہوئے کھڑے ہیں' یہ بھی اس طرح ساکت وصامت ہیں کہ گویا ان میں نام کو بھی حس وحرکت نہیں ہے' دیکھنے والا بادی النظر میں ان کو پتھر کے مجسمے سمجھتا اور امیرالمومنین کے دربار میں بتوں کی موجودگی پر تعجب کرتا ہے۔

اس جماعت کے سامنے چمڑے کے قالین نما فرش بچھے ہوئے ہیں۔ جن پر تخمیناً ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ریت بچھا ہوا ہے' اس فرش کی غرض یہ ہے کہ اگر شاہی حکم کسی شخص کو خاک وخون میں ملادینے کے لئے صادر ہو تو اسی وقت امیرالمومنین ہی کے سامنے اس کی بدن کو سر کے بوجھ سے سبکدوش کر دیا جائے کیونکہ اگر یہ شخص شاہی نظروں سے دور ہو کر قتل کیا جائے تو یہ احتمال ہے کہ کسی تدبیر سے رہائی پاجاوے یا جلادوں ہی کو اس پر رحم آجائے اور اس غرض سے کہ قصر شاہی انسانی خون سے آلودہ ہو کر کسی شہر کے مذبح کا نمونہ نہ بن جائے چمڑے کا فرش اور اس پر ریت بچھادیا گیا ہے کہ قتل کے بعد ریت کو پھینک کر چمڑے کے فرش پر نیا ریت بچھادیا جائے اور اس طرح شاہی مجرم کا مارا جانا بھی یقینی ہو اور قصر شاہی بھی ملوث نہ ہو۔

اس جماعت کی نظریں کبھی کبھی منصور کے چہرہ کی زیارت کر لیتی ہیں۔ خصوصاً یہ نظریں منصور پر اس وقت جلد جلد پڑنے لگتی ہیں' جبکہ کوئی باغی یا شاہی مجرم دربار میں لایا جاتا ہے تاکہ شاہی ایما کے بعد ایک سیکنڈ کی دیر بھی نہ ہو اور مجرم دارفانی سے دارآخرت میں پہنچ جائے۔

دربار کی ابتدا ہے اور اگرچہ خبر ہے کہ بعض باغی گرفتار کر لئے گئے ہیں اور بعجلت ممکنہ دربار شاہی میں لائے جارہے ہیں' مگر ابھی تک کوئی لایا نہیں گیا ہے۔

یکایک منصور کا بارعب وجلال چہرہ پشت پر کھڑے ہونے والے غلام کی طرف اٹھا اور اشاروں ہی اشاروں میں خدا جانے اس سے کیا کہہ دیا کہ غلام نے بہت آہستہ سے سمعاً وطاعتاً کہا اور دربار سے باہر پہنچا وہاں پہلے ہی سے ایک جماعت غلاموں کی موجود تھی جو اس کو آتے ہوئے دیکھ کر سروقد کھڑی ہوگئی اور قریب آتے ہی مؤدبانہ طریقہ پر السلام علیکم کہا اس نے وعلیکم السلام کہا اور کہا کہ تم میں سے ایک آدمی مالک بن انس اور ابن طاؤس دربار شاہی میں حاضر کرے۔

ایک شخص نے جواب میں بسروچشم کہا اور نہایت تیزی کے ساتھ روانہ ہوگیا اور حکم دینے والا خادم نہایت ادب کے ساتھ پھر اپنی جگہ پر آ کھڑا ہوا۔

تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ اپنے وقت کے دونوں جلیل القدر امام بصد احترام وعزت حاضر دربار شاہی

ہوئے۔ دونوں کا لباس سادہ اور زاہدانہ تھا مگر ابن طاؤس لباس کی سادگی میں مالک بن انس سے زیادہ تھے اور درحقیقت ان کی زندگی بھی زہد وتقویٰ کی وجہ سے بہت ہی سخت گزرتی تھی۔ متواتر کئی کئی فاقے ہو جانا تو ایک معمولی بات تھی۔

منصور کے قریب ہی سامنے دو کرسیوں پر ان دونوں کو جگہ دی گئی۔ ان دونوں نے نہ پائے تخت کو بوسہ دیا نہ سجدہ کیا (اور شاید اس قسم کی رسمیں مسلمان بادشاہوں میں اس وقت تک آئی بھی نہ تھیں) بلکہ اس طور پر سلام کیا جس طرح کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرتا ہے امیر المومنین نے بھی علماء کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے جواباً وعلیکم السلام کہا اور بیٹھ جانے کے لئے اشارہ کیا۔

ان دونوں کو اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ امیر المومنین نے ابن طاؤس سے کہا کہ آپ نے اپنے والد ماجد سے ارشادات نبویہ بہت سنے ہیں ان میں سے کوئی ایک ہم کو بھی سنایئے۔

ابن طاؤس نے کہا بہت اچھا

"میں نے اپنے والد ماجد سے سنا کہ انہوں نے فخر دو عالم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"بہت سخت عذاب والا قیامت کے دن وہ شخص ہوگا جس کو خداوند علم نے اپنی حکومت میں شریک کیا (یعنی بادشاہ بنایا) اور اس نے بجائے انصاف کے ظلم و جور سے کام لیا۔"

مالک بن انس فرماتے ہیں کہ:

"دربار کی ہیبت کذائی کے ساتھ جلادوں کے ہاتھوں میں ننگی تلواروں کے ہونے اور وہ بھی ہمارے پشت ہی پر ہونے نے مجھ کو یقین دلا دیا کہ اس کھلم کھلا طریق سے منصور کو دنیا میں ظالم اور آخرت میں شدید عذاب کا مستحق کہہ دینے کے بعد ابن طاؤس کے بچنے کی کوئی صورت ہی نہیں اب منصور کا ایک اشارہ ابن طاؤس کو خاک و خون میں تڑپا دے گا اس لئے میں نے فوراً اپنے کپڑے سمیٹ لئے کہ مبادا ان کے خون کے چھینٹے میرے کپڑوں پر نہ پڑیں۔"

منصور خلفاء عباسیہ میں بہت زیادہ صاحب جبروت شمار کیا جاتا ہے اور مورخین میں سے بعض اس کی نسبت کچھ ہلکے لفظ بھی کہہ دیتے ہیں لیکن یہ ان کے اپنے زمانہ کے اعتبار سے ہے ورنہ اگر اس زمانہ کے اشقیاء سے منصور عباسی کا مقابلہ کریں تو مجھ کو یقین ہے کہ تنقید کی اس ترازو کے پلہ میں منصور عباسی کے ساتھ کوئی متقی بھی مساوی نہ اتر سکیں گے۔

منصور نے سکوت کیا اور کچھ دیر کے سکوت کے بعد ابن طاؤس سے کہا کہ:

اچھا کچھ اور نصیحت کے کلمات سناؤ!

ابن طاؤس کے چہرہ پر اس وقت تک شکن بھی نہ تھی وہ اسی شان سے تھے جس شان سے خدا کے ایک مقبول بندے کو ہونا چاہئے۔

امیر المومنین کے الفاظ سن کر کہا بہت اچھا! یہ کہہ کر قرآن پاک کی ان آیتوں کی تلاوت کی:

مفہوم: "تو نے دیکھا نہیں کیا کیا تیرے پروردگار نے قوم عاد کے ساتھ جو ارم کے رہنے والے تھے بڑے بڑے ستونوں والے تھے اور اس جیسی بستی پیدا نہیں ہوئی تھی شہروں میں اور نیز قوم ثمود کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہ جنہوں نے تراش ڈالا تھا پتھروں کو وادی القریٰ میں اور نیز فرعون میخوں والے کے ساتھ! یہ لوگ تھے جنہوں نے بڑا سر اٹھایا تھا شہروں میں پھر کثرت سے ان میں فساد پھیلایا تو پھٹکارا تیرے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا بیشک تیرا پروردگار تاک میں لگا ہوا ہے۔"

امیر المومنین نے چند کلمات نصیحت آمیز کی فرمائش کی تھی۔ جواباً اگر قرآن کی آیات ہی کی تلاوت ضروری تھی تو بہت سی آیتیں ترغیب کی بھی تھیں ترہیب کی بھی توجہ الی اللہ سے متعلق بھی تھیں اور اعراض عن الدنیا کے متعلق بھی پھر کیا ضرورت تھی کہ ان آیات ہی کی تلاوت کی جائے جن سے ظاہر ہو کہ منصور بھی فرعون و ثمود و عاد کی صف میں شامل ہے اور اس قدر جبروت کے باوجود اس کا بھی وہی حشر ہے جو ان سرکشوں کا ہوا۔

مالک بن انس کو یقین ہو گیا کہ ابن طاؤس اب نہیں بچ سکتے اور اس مرتبہ انہوں نے ان کے پاس سے کرسی بھی کچھ ہٹالی اور کپڑے بھی اچھی طرح سمیٹ لئے کہ کپڑے خون سے آلودہ نہ ہوں۔

مگر منصور کا کمال یہ ہے کہ وہ اس مرتبہ بھی خاموش رہا اور دیر تک خاموش رہا' کچھ دیر کے بعد ابن طاؤس ہی سے کہا کہ تمہارے سامنے تخت شاہی کے اس کنارہ پر دوات رکھی ہے اس کو اٹھا کر میرے پاس رکھ دو۔

ابن طاؤس نے امیر المومنین کے حکم کو اس طرح ناقابل التفات سمجھا گویا کہ اس کو سنا ہی نہیں۔ بالآخر منصور نے تیز لہجہ میں کہا کہ:

"کیا وجہ ہے کہ تم امیر المومنین کے اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے ہو کہ دوات ہی سرکا دو۔"

ابن طاؤس نے معمولی بے پروائی کے ساتھ جواب دیا:

"میں نے شاہی حکم کی تعمیل میں اس لئے لیت و لعل کی کہ شاید امیر المومنین اس دوات کی روشنائی سے ظالمانہ حکم لکھیں اور اس وجہ سے معین جرم قرار دیا جاؤں۔"

منصور نے یہ سنا اور اس کے جواب میں دونوں سے صرف یہ کہا کہ:

"تم دونوں دربار سے چلے جاؤ۔"

ابن طاؤس نے یہ فرمایا:

"ہم بھی یہی چاہتے تھے۔"

مالک بن انس جب اس واقعہ کا ذکر کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ:

"میں اس دن کے بعد سے ہمیشہ ابن طاؤس کی فضیلت کا معترف رہا ہوں۔"

☆☆..............☆☆

توضیح وتشریح الحسیب جلّ جلالہ

دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزاء دنیا میں کئے گئے ہر چھوٹے بڑے نیک و بد اعمال کا پورا پورا بدلہ یعنی نیکی کا صلہ اور برائی کی جزا ملنا مشکل ہے۔ عادل اب جو کہ الحسیب جل جلالہ ہی ہے نے اسی لئے ایک ''یوم الدین'' رکھا ہے جس دن نیکیوں کو ان کے حسن اعمال کا صلہ دیا جائے گا اور بروں کو ان کے اعمال بد کی سزا دی جائے گی۔ اگر انسان کے دل میں الحسیب جل جلالہ کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کا استحضار ہو جائے کامل یقین ہو جائے تو کیا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہو سکتا ہے؟ کیا وہ معاشرتی برائیوں میں ملوث ہو سکتا ہے؟ آیئے اس مختصر مقالہ میں ملاحظہ فرمائیں .... (مدیر)

مولانا محمد اشرف کھوکھر

الحمدلله الذی هو موصوف بجلالِ ذاته وکمال صفاته ودلیل الا وجوده وصلوٰة وسلام علی مرکز دائرة الوجود ومرکز دائرة الشهود وعلیٰ آله وصحبه اجمعین. اما بعد!

حسیب، حساب کرنے والا، حساب لینے والا، الحسیب (جل جلالہ) اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ہے رسول آخرین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی آخری آسمانی کتاب قرآن کریم کی (سورۂ احزاب:۳۹) میں ارشاد خداوندی ہے کہ:

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ حساب کے لئے کافی ہے۔''

(سورۂ نساء:۸۶) میں فرمایا:

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔''

خالق و مالک ارض و سماء نے کائنات کے ہر جزو کو بہت خوب تناسب میں رکھا ہے، سورج، چاند ستاروں کو ایسے خوب تناسب میں رکھا ہے کہ وہ مقررہ وقت پر طلوع و غروب ہوتے ہیں اور ایک دوسرے سے نہیں ٹکراتے، نہ دن رات سے پہلے آتا ہے اور نہ رات دن سے پہلے آتی ہے۔ انسان جو کہ خالق کائنات کی احسن تقویم کا مصداق ہے تسخیر کائنات کے راگ الاپنے کے باوجود ایک چھوٹی سی گیند کو ہوا میں معلق نہیں رکھ سکتا جیسے ہی اوپر کی طرف پھینکتا ہے گیند واپس زمین پر آ جاتی ہے۔ معلوم ہوا اتنے بڑے زمین و آسمان سورج اور چاند ستاروں اور بے شمار سیارگان افلاک کو اللہ تعالیٰ جو الحسیب جل جلالہ نے کفایت وحسبان میں لے رکھا ہے۔

دنیا میں امن و امان کے استحکام کے رائج اصول وضوابط اور ضابطہ ہائے قوانین کے مطابق حساب کے اصول وقوانین رائج ہیں، احتساب عمل کے طریقے رائج ہیں۔ دوسرے لفظوں میں جزا و سزا کے طریقے رائج ہیں۔ اگر کوئی انسان اپنے حسن تدبیر اور حسن عمل سے افراد معاشرہ کے لئے کارہائے نمایاں سرانجام دیتا ہے تو اسے ''حسن کارکردگی'' کے اعزازات سے نوازا جاتا ہے اور اسے اس کی محنت و مشقت کا صلہ دیا جاتا ہے اور اسی طرح اگر کوئی انسان نفس شیطان کے بہکاوے میں آکر افراد معاشرہ کو جانی، مالی یا کسی بھی طرح کا نقصان پہنچاتا ہے چوری، زنا، ڈاکہ زنی، ذخیرہ اندوزی، چور بازاری، ملاوٹ، لوٹ کھسوٹ کے ذریعے افراد معاشرہ کا جینا دوبھر کرتا ہے تو اسے مختلف ذرائع سے سزائیں دینا رائج ہے۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسانیت کے لئے دارین کی فوز وفلاح، بہتری اور بھلائی کے لئے مثل شمع جلنے والوں کو اہل دنیا سب سے زیادہ مشق ستم بناتے ہیں اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اہل حق کو ہمیشہ طاغوت نے سرنگوں کرنے کے لئے اپنی تمام تر شیطانی قوتوں کو صرف کیا اور تمام اسباب دنیا کو بروئے کار لایا، لیکن جیت ہمیشہ حق کے حصہ میں آئی ہے۔ دیکھئے حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ رب العزت کے برگزیدہ انبیاء کرام میں سے تھے حق کی پاداش میں خدائی کے دعویدار نمرود نے ان کو آگ میں ڈالا لیکن اللہ تعالیٰ نے آگ کو گلزار بنا دیا اور اپنے پیارے نبی کو زندہ و سلامت رکھا اور ان کی اولاد سے خاصہ کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دعوت توحید دینے کے سبب لشکر فرعون نے تعاقب کیا لیکن خود دریا میں غرق ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام زندہ و سلامت رہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کو آرے سے چیر ڈالا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم

نے اپنے زعم میں مصلوب کردیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھالیا اور قرب قیامت میں ان کا دوبارہ نزول ہوگا اور وہ رسول آخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے اسلام کی نشاط ثانیہ فرمائیں گے۔

رسول آخرین حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ تمام بنی نوع انسان کے لئے قیامت تک کے لئے اسوۂ حسنہ بنا کر مبعوث کئے گئے' تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار اور خاصہ کائنات کو تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر ستایا گیا' مصائب و مشکلات سے دوچار کیا گیا' مشق ستم کا کوئی بھی حربہ کفار نے نہ چھوڑا لیکن الحسیب جل جلالہ ہر مشکل میں ہر آزمائش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کافی ہوگیا۔

اسی طرح صحابہ کرامؓ تابعین' تبع تابعین' مفسرین' محدثین عظام' اولیائے کرام رحمہم اللہ اجمعین کو بے حد ستایا گیا' مصائب و مشکلات سے دوچار کیا گیا لیکن الحسیب جل جلالہ ان کو کافی ہوگیا۔

اب دیکھئے کہ انبیاء علیہم السلام اور دیگر نیک انسانوں نے اگرچہ بھلائی' نیکی اور بہتری کے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے لیکن دیگر افراد معاشرہ سے ان کو سب سے زیادہ آزمائش میں مبتلا کیا گیا' ان کی تمام کی تمام نیکیوں کا صلہ اور جزائے خیر اس دنیا میں نہیں دی گئی۔

اسی طرح ماضی کے کچھ ایسے انسان بھی جن کی زندگیاں انسانیت سوز تھیں' کفر و عصیاں ان کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا' ظلم و جور ان کا محبوب مشغلہ تھا لیکن انہوں نے دنیا میں بہت ٹھاٹھ باٹھ کی زندگیاں گزاریں' بظاہر وہ عیش و نشاط سے رہے اور بالآخر ان کو موت نے آ پکڑا اور ان کی بداعمالیوں کی پوری کی پوری سزا اس دنیا میں نہیں دی گئی۔

اللہ تعالیٰ عادل رب ہے' اس کے عدل و انصاف کا تقاضا تھا کہ کوئی ایسا وقت بھی رکھا جائے ایسا دن بھی ہو جس میں نیکوں کو ان کی نیکیوں کا صلہ اور بدکاروں کی بداعمالیوں کی سزا دی جائے' اس کے لئے الحسیب جل جلالہ نے ایک روز حساب رکھا جس کو اللہ تعالیٰ نے سورۂ فاتحہ میں "یوم الدین" فرمایا اور قرآن کریم میں متعدد جگہ "روز جزا" اور دیگر ہم معنی الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔

اس عالم کے علاوہ ایک اور ایسا عالم ہے کہ جہاں مرنے کے بعد قبروں سے اٹھا کر حساب و کتاب ہوگا اعمال تولے جائیں گے' ہر نیک و بد سے سوال ہوگا' نیکوں کے اعمال دائیں ہاتھ میں اور بروں کے نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے' پھر ایک پل جسے پل صراط کہا جاتا ہے جو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہوگی' دوزخ کے اوپر رکھا جائے گا' اس پر سے سب کو گزرنے کا حکم ہوگا جو نیک لوگ ہوں گے وہ اس پر سے گزر کر جنت میں داخل ہو جائیں گے اور بدکار و بداعمال ہوں گے وہ اس پر سے گزر کر دوزخ میں داخل ہو جائیں گے۔

قرآن کریم نے آخرت کے بارے میں لوگوں کی اقسام کو بیان کرتے ہوئے درج ذیل نکات بیان کئے ہیں:

ا:......دنیا کی موجودہ زندگی کی محبت نے آخرت سے بے خبر کردیا ہے اندھیرے میں بھٹکتے رہنے کو وہ پسند کرتے ہیں روشنی سے ان کو کوئی دلچسپی نہیں۔

۲:......وہ اپنی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کو روشنی کی شاہراہ سے روکتے ہیں۔

۳:......وہ اپنی بدعملی کی وجہ سے اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے روشن اور سیدھے راستے میں کوئی خرابی مل جائے تو ان کو اعتراض کرنے کا موقع ملے یا قرآن و سنت میں ہیر پھیر کرکے ان کو اپنے خیالات کے مطابق بنالیں' ظاہر ہے یہ تین صفتیں جس کے اندر پائی جائیں وہ گمراہی کے راستے پر اتنی دور جاچکا ہے کہ اب اس کا راہ راست پر آنا مشکل ہے۔

ترجمہ:" اور حق کو قبول نہ کرنے والوں کے لئے سخت سزا ہے جو دنیاوی زندگی کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں اور اس سے کجی تلاش کرتے ہیں اور وہ راستہ بھول کر بہت دور جا پڑے ہیں۔"

الحسیب جل جلالہ کے مقررہ کردہ حساب و کتاب کے دن' یوم آخرت (عقیدۂ آخرت) پر ایمان کا اعلیٰ ترین نمونہ صحابہ کرامؓ کی زندگیاں تھیں۔

اسی عقیدہ کی بدولت انہوں نے دنیا کی کایا پلٹ دی تھی' ان کو امانت' دیانت' شرافت' صداقت' اخلاق و اعمال اور سیاست میں اعلیٰ مقام عطا کردیا تھا۔

اسی عقیدہ نے ان کو ظاہر و باطن اور جلوت و خلوت کو یکساں کردیا تھا۔ "وبالآخرۃ ھم یوقنون" نے اسلام کے ابتدائی دور میں ایسا پاکیزہ معاشرہ پیدا کردیا تھا جس کی مثال آج کی ترقی یافتہ دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس معاشرہ کا ہر فرد انسانی اقدار کا علمبردار تھا' ہر فرد کی زندگی اسلامی تعلیمات کی جیتی جاگتی تصویر تھی' نو وارد مہمانوں کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا جاتا تھا' وہ مسلمانوں کی صورت و کردار دیکھ کر اسلام کے گرویدہ ہوتے' وہ قرآن و سنت کی توضیح و تشریح صحابہ کرامؓ کی عملی زندگی میں پاتے تھے' اسی کا نتیجہ تھا کہ نصف

صدی کے اندر مسلمانوں نے دنیا کو امن وسکون اور انسانیت کو امن واطمینان کی نعمت سے مالا مال کر دیا۔

قرون اولیٰ کے بعد جوں جوں عقیدۂ آخرت کمزور ہوتا گیا دنیا سے محبت اور آخرت سے غفلت ہوتی گئی' مسلمان طاغوتی قوموں کے محکوم بنتے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کی حالت امن وعافیت کو آفت ومصیبت میں اس وقت تک نہیں تبدیل کرتے جب تک وہ قوم خود ہی اپنے اعمال واحوال کو برائی اور فساد میں تبدیل نہ کرے:

خدا نے اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو خیال جس کو آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یوم آخرت پر انسانوں کا دوبارہ جی اٹھنا بلاشبہ ہے' کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس پر قادر نہیں ہے کہ ان جیسوں کو پیدا کر سکے' بے شک وہ ہے (اس لئے کہ) وہ ماہر خلاق ہے اور سب جاننے والا ہے۔

وہ تو جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا کام بس یہ ہے کہ اسے حکم دے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے' پاک ہے وہ جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا مکمل اقتدار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹ کر جانے والے ہو۔

یوم آخرت میں الحسیب جل جلالہ کس طرح تمام انسانوں کا جو بارش کے قطروں کی طرح پے درپے جی اٹھیں گے حساب وکتاب لیں گے؟

جب رب العالمین تمام مخلوقات کو بیک وقت رزق فراہم کر سکتا ہے تو اس خالق ومالک اور قادر ومقتدر رب کے لئے کونسا مشکل کام ہوگا۔

انفرادی اور اجتماعی احتساب عمل اور الحسیب جل جلالہ کے سامنے یوم آخرت میں اپنے اعمال کی جوابدہی کا استحضار انسان کو صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی ضمانت فراہم کر سکتا ہے۔ اگر یہ یقین کامل ہو جائے کہ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے' مجھے مرنا ہے' قبر میں جانا ہے جو جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ منکر نکیر کے سوالوں کا جواب دینا ہے' پھر بروز قیامت مجھے جی اٹھنا ہے' بروز حشر اللہ کے سامنے اپنے تمام چھوٹے بڑے تمام اعمال کا جواب دینا ہے' تو وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے باز آجائے گا۔

انسان دنیا کی عارضی منفعتوں میں مستغرق ہے اس کے استغراق کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا ہے کہ نہ اسے موت کے آنے کا یقین ہے' نہ قبر میں منکر نکیر کے سوالوں کا' نہ حشر نشر کا نہ پل صراط' نہ حساب وکتاب کا نہ جنت ودوزخ کا اگر یہ یقین پختہ ہو جائے کہ موت ایک پل مہلت نہ دے گی۔ قبر بدکاروں کے لئے تنگ ہو جائے گی' بے نمازیوں کی قبر جہنم کا دھکتا ہوا ایک ٹکڑا ہوگی' زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کا مال اژدھے کی شکل میں ان کے گلے میں ڈال دیا جائے گا' یتیموں کا مال کھانے والوں کے منہ میں آگ کے پتھر ٹھونسے جائیں گی' کسی کی زمین دبانے والوں کے گلے میں زمین کا طوق بنا دیا جائے گا' شرابیوں کی شکلیں مسخ کر دی جائیں گی' راشیوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا' زانیوں پر سانپ اور بچھو مسلط کر دیئے جائیں گے' وہاں نافرمانوں کے چہرے سیاہ اور فرمانبرداروں کے چہرے روشن اور سفید ہوں گے' جہنمیوں کی زبانیں پیاس کی شدت سے باہر نکل پڑیں گی۔ اگر انسان کو ان سب کا یقین کامل ہو جائے تو کیا وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا باغی ہو سکتا ہے؟

کیا وہ نماز سے غافل ہو سکتا ہے؟ کیا وہ غریبوں اور یتیموں کا حق مار سکتا ہے؟ کیا وہ دوسروں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال سکتا ہے؟' کیا وہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے پہلو تہی کر سکتا ہے؟' کیا وہ شرابی اور زانی ہو سکتا ہے؟ کیا وہ اشیائے خورد ونوش میں ملاوٹ کر سکتا ہے؟' کیا وہ رشوت کا لین دین کر سکتا ہے؟' دراصل موت' قبر' جزا وسزا' قیامت اور جنت دوزخ کے بارے میں ہمارا یقین کمزور ہو چکا ہے۔

اگر یقین کامل ہو جائے تو یہ شخصی آمریت کا ڈنڈا لے کر مسلط ہونے والے اصحاب اقتدار الحسیب جل جلالہ کے حساب سے ڈرتے اور کمزوروں کو مشق ستم کا نشانہ نہ بناتے' اللہ رب العزت کی نفع رساں نعمتوں میں ملاوٹ کر کے افراد معاشرہ کی زندگیوں کو اجیرن کرنے والے الحسیب جل جلالہ کے حساب وکتاب سے خوف کھاتے۔ پدرم سلطان بود کے سہارے معاشرہ پہ بوجھ بننے والے طفیلئے غریبوں اور ناداروں کا حق نہ مارتے۔

آیئے الحسیب جل جلالہ کے رحم وکرم اور فضل واحسان پر بھروسہ کرتے ہوئے اسی کارساز کی بارگاہ عالی میں اسی کافی المہمات کے دربار اقدس میں پرخلوص دست دعا دراز کریں۔

یا الہ العالمین! ہم کمزور ہیں' گناہگار ہیں' بدکار ہیں' ڈوبے ہوئے ذلت میں ہیں لیکن پھر بھی اے الحسیب جل جلالہ تیرے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہیں' ہمارے حال ومستقبل پر رحم وکرم فرما اور آخرت میں ہمارے حساب وکتاب میں آسانی فرما دیں۔ بروز حشر شافع محشر خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے بہرہ مند فرما دیں۔ (آمین یارب العالمین)

☆☆..........☆☆

بچوں کا صفحہ

مُحبّت رسُول صلی اللہ علیہ وسلم

عبدالہادی

محبت کا بذات خود کوئی وجود نہیں یہ عاشق اور محبوب کے درمیانی تعلق کو کہا جاتا ہے۔ محبت عقل کی غلام نہیں ہوتی بلکہ یہ عقل سے بالاتر چیز ہے۔ کامیاب عاشق وہی قرار دیا جاسکتا ہے جو محبت کی راہ میں حائل ہونے والی تمام مشکلات کا باآسانی مقابلہ کرکے اپنی محبت کو سچا کر دکھائے اور جو شخص ان رکاوٹوں ہی میں ناکام رہ جائے۔ اسے کامیاب نہیں کہا جاسکتا۔ محبت میں کامیابی کے لازوال نمونے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں دیکھئے۔ انہوں نے محبت کی راہ میں اپنا تن، من، دھن غرض سب کچھ قربان کر دیا اور لافانی محبت کی وہ یادگاریں قائم کیں جو رہتی دنیا تک نشان راہ رہیں گی۔ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنے کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے چند واقعات پیش خدمت ہیں۔ جو صاف ظاہر کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر محبت تھی۔

جنگ یمامہ میں (غالباً حضرت زید بن حضرت ثابتؓ) کی شہادت کا بدلہ لینے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید بن حارثؓ کی سرکردگی میں ایک فوج تیار کر چکے تھے۔ یہ فوج ابھی روانہ نہیں ہوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ کے وصال کے بعد ہر طرف فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ ان کو فرو کرنے کے لئے اس فوج کی سخت ضرورت تھی۔ مگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فوج کے روانہ ہونے کا اعلان فرما دیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو علم ہوا تو چند جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور غالباً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اب اس فوج کو روانہ نہ کریں۔ آپ ؓ نے فرمایا۔ جس فوج کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود روانہ کر چکے ہوں۔ ابوبکرؓ کو کیا حق حاصل ہے کہ اس کو جانے سے روکے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کرسکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ سالار فوج کو بدل دو اور مدینے کے کسی بڑے آدمی کو مقرر کرو۔ آپ ؓ سخت برہم ہوئے اور فرمایا جس صحابی رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود سالار فوج مقرر کر گئے ہوں ہمیں اسے ہٹانے کا حق حاصل نہیں۔

چنانچہ یہ فوج حضرت زید بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی سرکردگی میں روانہ کی گئی۔

حضرت عمر فاروق ؓ ایک دن مسجد نبوی اچانک آپ ؓ نے باہر دو اشخاص کو اونچی آواز میں گفتگو کرتے سنا۔ آپ ؓ فوراً اس طرف آئے ہاتھ میں درا تھا۔ آپ ؓ ان کو مارنے ہی لگے تھے کہ ایک دم رک گئے اور پوچھا کہ "کہاں سے آئے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ "ہم دور دراز علاقے سے آئے ہیں۔" آپ ؓ نے فرمایا۔ "اگر تم یہاں کے رہنے والے ہوتے تو میں آج تمہیں دُرّے سے مارتا۔ تمہیں معلوم نہیں کہ قریب ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں اور تم شور مچا رہے ہو۔"

حضرت خالد بن ولید ؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر محبت تھی کہ اپنی ٹوپی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک رکھے ہوئے تھے اور ہر جنگ میں وہ ٹوپی پہنے رکھتے تھے اور کبھی بھی شکست نہ کھائی۔

جہاد

علامہ اقبال

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دست مسلماں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اس کو مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر

REGD. NO. SS-160

عقیدۂ ختم نبوت کی سربلندی، تحفظ ناموس رسالت اور فتنۂ قادیانیت کے استیصال کے لئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ

تعاون کی اپیل

قربانی کی کھالیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کو دیجئے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا تعارف :

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی جماعت ہے۔ یہ جماعت ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔

تبلیغ اقامت دین خصوصاً عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔ اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہر وقت مصروف عمل ہیں۔

لاکھوں روپے کا لٹریچر اردو، عربی، انگریزی اور دنیا کی دیگر زبانوں میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ہفت روزہ "ختم نبوت" کراچی اور ماہنامہ "لولاک" ملتان سے شائع ہو رہے ہیں۔

چناب نگر (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو عالی شان مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر ملتان میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو رد قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے، مدرسہ اور دار التصنیف بھی مصروف عمل ہیں۔

ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔

ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین، تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔

اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے رہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب : اللہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اس کام میں : مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ اسے شرعی طریقہ سے مصرف میں لایا جاسکے۔

اکاؤنٹ نمبر: UBL-3464 حرم گیٹ برانچ ملتان، NBL-7734, PB-310 حسین آگاہی ملتان

اکاؤنٹ نمبر: NBL-300487-9 ایم اے جناح روڈ برانچ، ABL-927-2 بنوری ٹاؤن برانچ کراچی

حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری	حضرت سید نفیس الحسینی	شیخ الاسلام حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
مرکزی ناظم اعلیٰ	نائب امیر مرکزیہ	امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

تفصیل کے لئے: مرکزی دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان، فون: 514122, Fax:542277

دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: 7780337 - 7780340